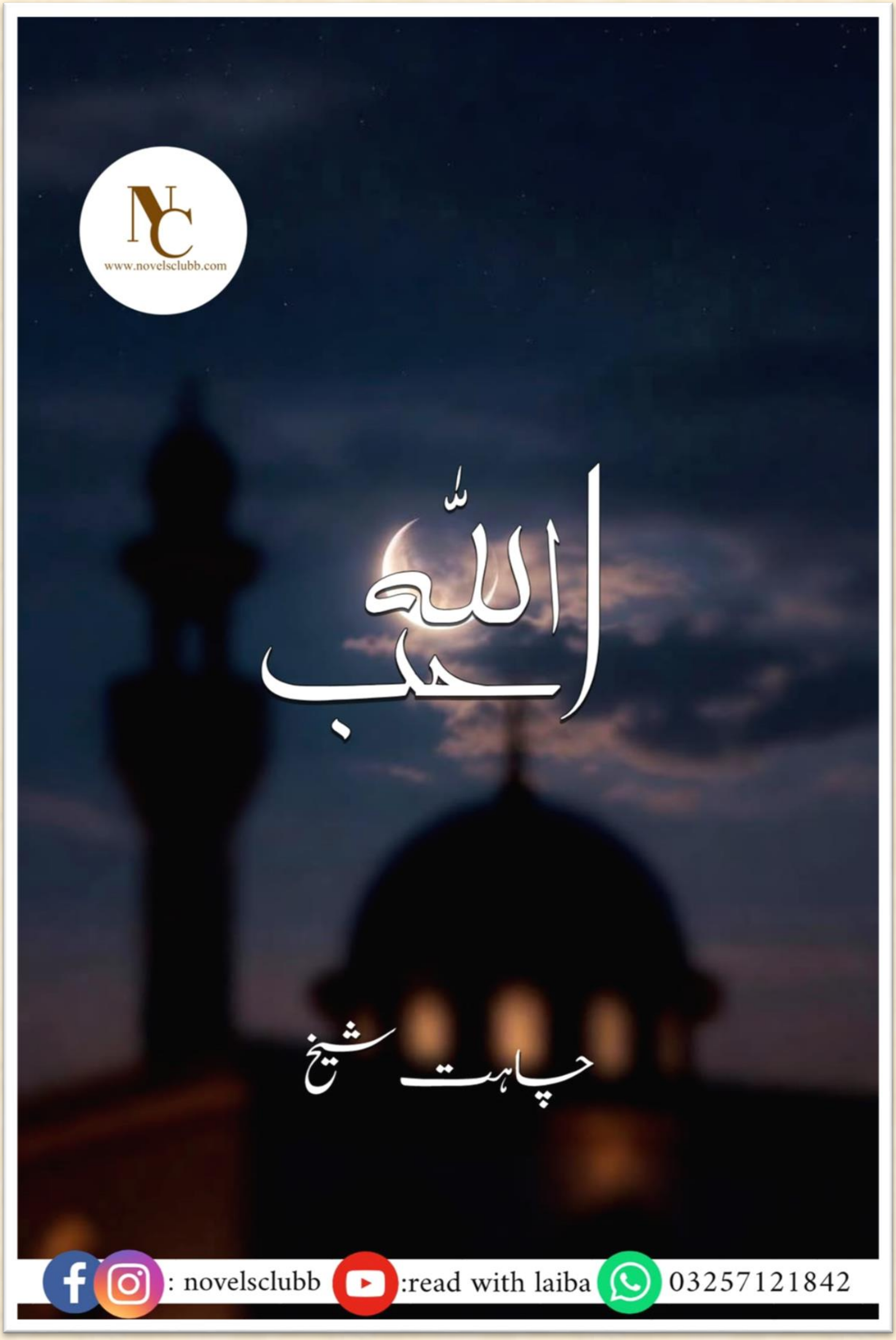
www.novelsclubb.com
احب اللہ
چاہت شیخ
: novelsclubb
:read with laiba
03257121842

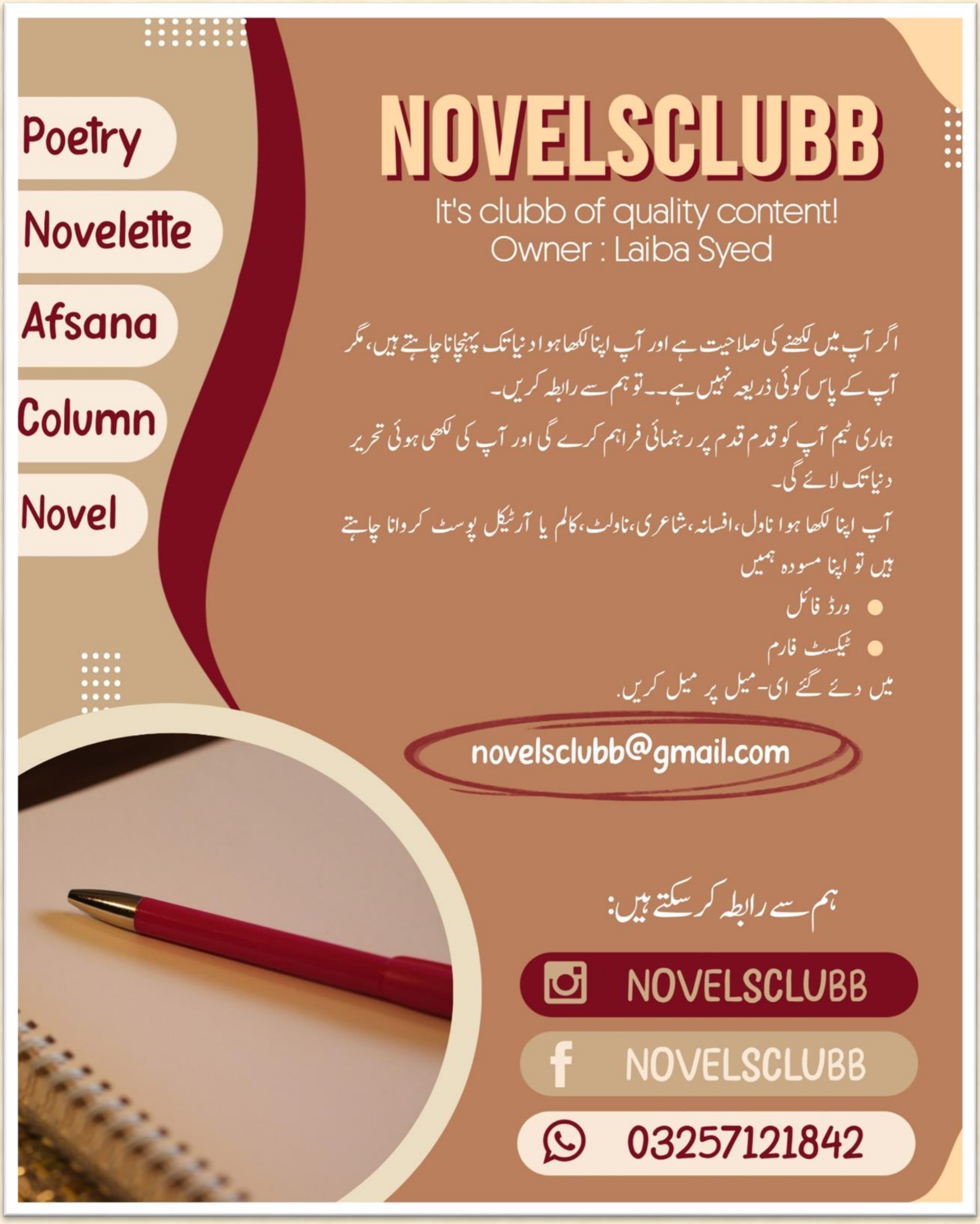

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر
آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر
دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے
ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

احب اللہ

از قلم

چاہت شیخ

نوولز کلب
Clubb of Quality Content!

اُحَبّ اللہ

چاہت شیخ

انتساب

میرے اللہ کے نام جس نے حرف کو معنی، خیال کو پرواز، اور اس خاکی وجود کو محبتِ لازوال کا اَرفع مقام بخشا۔ ہر ورق پر اس ذاتِ اقدس کا ہی کرم ہے، جس کی جستجو ہی ہے اس کتاب کا اول و آخر۔!!

Clubb of Quality Content!

حصّہ اوّل

(قصّے)

تخلیقِ کائنات: چھ دنوں کا سفر

قرآنِ پاک کی متعدد آیات (جیسے سورہ الاعراف، سورہ یونس، اور سورہ ہود) میں صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ:

"بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔"

ا۔ وہ چھ دن کیسے تھے؟

مفسرینِ کرام فرماتے ہیں کہ یہاں "دن" سے مراد ہماری زمین کے 24 گھنٹے والے دن نہیں ہیں (کیونکہ تب تو سورج اور زمین کا یہ نظام ہی وجود میں نہیں آیا تھا)۔ یہ دراصل تخلیق کے چھ ادوار ہیں، جن کی طوالت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ادبی لحاظ سے یہ اللہ کی قدرت کا وہ شاہکار ہے جہاں عدم سے وجود کا سفر شروع ہوا۔

۲۔ تخلیق کی ترتیب (سورہ حم السجدہ کی روشنی میں)

قرآنِ مجید کی سورہ حم السجدہ (آیت ۹ تا ۱۲) میں اس کی تفصیل کچھ یوں ملتی ہے:

• ابتدائی دو دن: اللہ تعالیٰ نے دو دنوں میں زمین کی بنیاد رکھی۔ یہ وہ مرحلہ تھا جب مادہ اپنی ابتدائی شکل اختیار کر رہا تھا۔

• درمیانی دو دن: پھر اللہ نے زمین کے اندر اس کی خوراک کا سامان پیدا کیا، پہاڑ جمائے، برکتیں رکھیں اور نباتات و جمادات کا توازن قائم کیا۔ یوں زمین کی تکمیل چار دنوں میں ہوئی۔

• آخری دو دن: اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی جو اس وقت دھواں تھا۔ اللہ نے اسے سات آسمانوں کی صورت میں ترتیب دیا اور نچلے آسمان کو ستاروں کے چراغوں سے زینت بخشی۔

Clubb of Quality Content

۳۔ "کُن فیکون" کی قدرت

اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایک لمحے میں سب کچھ پیدا کر دیتا، کیونکہ وہ تو صرف "کُن" (ہو جا) کہتا ہے اور وہ "فیکون" (ہو جاتا ہے)۔ لیکن چھ دنوں میں تخلیق کا یہ عمل انسان کو "تدریج" اور "حکمت" کا سبق دینے کے لیے تھا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ بڑے کام وقت اور ترتیب مانگتے ہیں۔

۴۔ عرش پر استوا

تخلیق کے ان چھ ادوار کے بعد، قرآن فرماتا ہے کہ "ثم استویٰ علی العرش"(پھر وہ عرش پر جلوہ فرما ہوا)۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پیدا کرنے کے بعد وہ اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہوا، بلکہ وہی ہے جو کائنات کے ایک ایک ذرے کا نظام چلا رہا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قصص الانبیاء

وہ ۲۵ نبی جن کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے

۱۔حضرت آدم علیہ السلام

۲۔حضرت ادریس علیہ السلام

۳۔حضرت نوح علیہ السلام

۴۔حضرت ہود علیہ السلام

۵۔حضرت صالح علیہ السلام

۶۔حضرت ابراہیم علیہ السلام

۷۔حضرت لوط علیہ السلام

۸۔حضرت اسماعیل علیہ السلام

۹۔حضرت اسحاق علیہ السلام

۱۰۔حضرت یعقوب علیہ السلام

۱۱۔حضرت یوسف علیہ السلام

۱۲۔حضرت ایوب علیہ السلام

۱۳۔حضرت شعیب علیہ السلام

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

۱۴۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

۱۵۔ حضرت ہارون علیہ السلام

۱۶۔ حضرت ذوالکفل علیہ السلام

۱۷۔ حضرت داؤد علیہ السلام

۱۸۔ حضرت سلیمان علیہ السلام

۱۹۔ حضرت الیاس علیہ السلام

۲۰۔ حضرت الیسع علیہ السلام

۲۱۔ حضرت یونس علیہ السلام

۲۲۔ حضرت زکریا علیہ السلام

۲۳۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام

۲۴۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۲۵۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

قصہ حضرت آدم علیہ السلام (ابو البشر)

حضرت آدم علیہ السلام پہلے انسان اور اللہ تعالیٰ کے پہلے پیغمبر ہیں۔انہیں ابو البشر (تمام انسانوں کے باپ)اور صفی اللہ (اللہ کے بر گزیدہ) کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ان کی تخلیق اور زندگی کا قصہ قرآن مجید اور احادیث میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے،جو انسانیت کی ابتدا اور مقصد کو واضح کرتا ہے۔

تخلیق کا اعلان اور فرشتوں کا تعجب

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنے ارادے سے آگاہ فرمایا کہ وہ زمین پر اپنا ایک نائب (خلیفہ) بنانے والے ہیں۔

اللہ کا فرمان۔"میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں" (سورۃ البقرہ: ۳۰)

فرشتوں کی عرض: فرشتوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ "اے ہمارے رب! کیا آپ ایسے شخص کو پیدا کریں گے جو زمین میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا،جب کہ ہم آپ کی تسبیح،حمد اور پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں؟"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔"جو میں جانتا ہوں،تم نہیں جانتے"۔(سورۃ البقرہ: ۳۰)اس طرح اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق میں پوشیدہ حکمت اور فضیلت کو ظاہر فرمایا۔

Clubb of Quality Content!

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق

تخلیق کا مادہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ مختلف روایات کے مطابق، یہ مٹی زمین کے مختلف رنگوں اور حصوں سے جمع کی گئی تھی، یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد میں مختلف رنگ، مزاج اور صفات پائی جاتی ہیں۔

روح پھونکنا: جب اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم مکمل طور پر تیار کر لیا تو اس میں اپنی روح پھونکی۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کا بہت بڑا شرف ہے کہ اللہ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور ان میں اپنی طرف سے روح ڈالی۔

سجدے کا حکم اور ابلیس کا انکار

سجدے کا حکم: تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ یہ سجدہ تعظیمی تھا، جو دراصل اللہ کے حکم کی اطاعت اور حضرت آدم کی فضیلت کا اعتراف تھا۔

اطاعت اور انکار: تمام فرشتوں نے فوراً سجدہ کیا، مگر ابلیس جو جنات کے گروہ سے تھا لیکن اپنی عبادت گزاری کی وجہ سے فرشتوں میں شامل تھا۔ اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے تکبر کیا اور دلیل دی کہ۔ "میں اس سے بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے" (سورۃ ص: ۷٦)

نتیجہ: ابلیس کو اس نافرمانی اور غرور کی وجہ سے ملعون اور راندۂ درگاہ قرار دے کر جنت سے نکال دیا گیا، لیکن اس نے قیامت تک انسانوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کی مہلت مانگی جو اسے دی گئی۔

علم کا مقام اور حضرت حوا علیہا السلام کی تخلیق

علمِ اسماء (ناموں کا علم): اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھا دیے۔ جب فرشتوں سے ان چیزوں کے نام پوچھے گئے تو وہ نہ بتا سکے، لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے بتا دیے، جس سے ان کی علمی فضیلت فرشتوں پر ثابت ہوئی اور اللہ نے یہ واضح کر دیا کہ زمین پر خلافت کے مستحق وہی ہیں۔

حضرت حوا کی تخلیق: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تنہائی سے نکالنے اور ان کی انسیت کے لیے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا۔ وہ آدم علیہ السلام کی پسلی سے تخلیق کی گئیں تاکہ ان دونوں میں کامل محبت اور الفت پیدا ہو، اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ جنت میں رہیں اور جہاں سے چاہیں کھائیں پیئں۔

جنت میں قیام اور آزمائش

مخصوص درخت: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام کو جنت میں رہنے کی اجازت دی اور فرمایا کہ وہ تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں، لیکن ایک خاص درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا۔

شیطان کا وسوسہ: ابلیس نے موقع پا کر ان دونوں کو بہکانا شروع کیا اور یہ وسوسہ ڈالا کہ یہ درخت شجرِ خلد (ہمیشہ کی زندگی کا درخت) ہے اور اس کا پھل کھانے سے وہ یا تو فرشتے بن جائیں گے یا ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔

لغزش: حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام شیطان کے بہکاوے میں آ گئے اور منع کیے گئے درخت کا پھل کھا لیا۔ یہ ان سے ہونے والی پہلی لغزش تھی۔ جیسے ہی انہوں نے پھل کھایا، ان پر ستر پوشی کا احساس غالب آ گیا اور وہ جنت کے پتوں سے اپنا جسم ڈھانپنے لگے۔

اللہ سے دعا: اس لغزش پر وہ دونوں شرمسار ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ اور مغفرت کی دعا مانگی:

"رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ"

(اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اور اگر آپ نے ہمیں معاف نہیں فرمایا اور ہم پر رحم نہیں فرمایا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے)

زمین پر نزول: اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، لیکن نافرمانی کی وجہ سے انہیں جنت سے زمین پر جانے کا حکم ہوا، جہاں انہیں ایک مقررہ وقت تک رہنا تھا۔ اس طرح زمین انسان کی جائے قیام بنی۔

زمین پر زندگی اور اولاد

اولین زندگی: زمین پر آکر حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام نے محنت کی زندگی کا آغاز کیا۔ انہیں نبوت کا مقام حاصل تھا اور انہوں نے زمین پر اللہ کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے زندگی گزاری۔

اولاد: ان کے ہاں اولاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ان کی اولاد میں سے دو بیٹے مشہور ہیں۔ قابیل اور ہابیل۔

قابیل اور ہابیل کا واقعہ: ایک تنازعہ کے سبب، قابیل نے حسد میں آکر اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ یہ زمین پر پہلا قتل اور انسانی تاریخ کا ایک بڑا المناک واقعہ تھا۔ قابیل اس کے بعد پشیمان ہوا، اور کوے کے ذریعے مردہ دفن کرنے کا طریقہ سیکھ کر ہابیل کو دفن کیا۔

وفات: حضرت آدم علیہ السلام نے طویل عمر پائی اور آخری وقت میں انہوں نے اپنی اولاد کو اللہ کی بندگی اور اطاعت کی وصیت کی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کو فرشتوں نے غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی، اور آپ کی اولاد میں نبوت کا سلسلہ جاری رہا۔

یہ قصہ دراصل اس بات کا سبق ہے کہ انسان کو آزمائش کے لیے دنیا میں بھیجا گیا ہے، اس کی فطرت میں بھول ہے، لیکن توبہ اور معافی کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے۔ یہ انسان کے عظیم مقام (خلافت) اور اختیار (انتخاب) کو بھی واضح کرتا ہے۔

✧✧✧✧

حضرت ادریس علیہ السلام

علم و حکمت اور آسمانی سفر کا قصہ

حضرت ادریس علیہ السلام، جن کا اصل نام خنوخ یا اخنوخ تھا، اللہ کے بر گزیدہ پیغمبر تھے۔ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت شیث علیہ السلام کی نسل سے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے پر دادا تھے۔ آپ کا لقب ادریس پڑا، جس کا مطلب ہے "درس دینے والا"، کیونکہ آپ اللہ کے صحیفوں کا کثرت سے درس دیتے تھے اور علم و حکمت کی تعلیم عام کرتے تھے۔

آپ کی نبوت اور زندگی کا قصہ کئی انوکھی خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہے۔

ابتدائی زندگی اور نبوت کا آغاز

Clubb of Quality Content

خاندان اور تعلیم: حضرت ادریس علیہ السلام نے ابتدائی تعلیم اپنے دادا یا جدِامجد حضرت شیث علیہ السلام سے حاصل کی، جنہیں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اللہ نے نبوت سے سرفراز کیا تھا۔

حضرت ادریس علیہ السلام نے ان کی شریعت اور تعلیمات کو اپنایا اور ان کی ترویج کی۔

نبی کا مقام: اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے عظیم منصب پر فائز فرمایا اور آپ پر ۳۰ صحیفے نازل فرمائے۔ قرآن مجید نے آپ کو ایک "صدیق" (سچا) اور "نبی" قرار دیا ہے اور آپ کے صبر کا ذکر کیا ہے۔

حضرت ادریسؑ کی انوکھی ایجادات اور تعلیمات

حضرت ادریس علیہ السلام وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے اللہ کے اذن سے انسانی زندگی میں انقلاب لانے والی کئی اہم چیزیں ایجاد کیں اور علوم سکھائے۔

علمِ کتابت (قلم): آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلم کا استعمال کیا اور باقاعدہ طور پر لکھنا سکھایا۔ یہ تاریخ میں علم کے تحفظ اور ابلاغ کا آغاز تھا۔

علمِ نجوم اور حساب: آپ کو ستاروں کے علم (فلکیات/نجوم) اور ریاضی کا علم عطا ہوا، جو اللہ کی مرضی کے مطابق تھا اور تخمینے سے پاک تھا۔

سلائی اور لباس: آپ سے پہلے لوگ عموماً جانوروں کی کھال بطور لباس استعمال کرتے تھے۔ آپ نے کپڑا سینا ایجاد کیا اور سلے ہوئے کپڑے کا استعمال شروع کیا۔

شہری منصوبہ بندی (تمدن): آپ نے لوگوں کو متمدن زندگی گزارنے کے اصول سکھائے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے دنیا میں سینکڑوں شہر اور بستیاں آباد کیں، جن میں شہری زندگی کے اصول، سڑکوں کا جال اور نظامِ حکمرانی سکھایا۔

اوزان و پیمائش: آپ نے چیزوں کو تولنے اور ناپنے کے طریقے (میزان اور پیمانے) متعارف کروائے۔

اسلحہ سازی: بعض روایات کے مطابق، آپ نے دفاع کے لیے ہتھیار بنانے کا طریقہ بھی سکھایا۔

قوم کی مخالفت اور ہجرت

حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید (اللہ کی وحدانیت) کا پیغام دیا اور انہیں حضرت آدم و شیث علیہما السلام کی شریعت کی پیروی کی دعوت دی۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ قوم میں بگاڑ اور شرک بڑھنا شروع ہو گیا۔

جب قوم کی اکثریت نے آپ کی مخالفت کی اور ایمان لانے سے انکار کر دیا، تو اللہ کے حکم سے حضرت ادریس علیہ السلام نے اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کے ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا۔ آپ نے اپنے پیروکاروں کو اللہ کی وسیع رحمت پر یقین رکھنے کا درس دیا، اور آپ بابل شہر سے ہجرت کر کے مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ دریائے نیل کے کنارے پہنچ کر آپ نے وہاں سکونت اختیار کی اور دوبارہ دین کی تبلیغ شروع کر دی۔

Clubb of Quality Content

بلند مقام پر اٹھایا جانا

حضرت ادریس علیہ السلام کی زندگی کا سب سے مشہور اور انوکھا پہلو ان کا آسمان پر اٹھایا جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا"

(اور ہم نے اسے بلند مقام پر اٹھا لیا۔) (سورۃ مریم: ۵۷)

یہاں "بلند مقام" سے مراد مقامِ نبوت کا شرف اور اللہ کا خاص قرب بھی ہے، لیکن اکثر مفسرین اور مشہور روایات کے مطابق، اللہ نے آپ کو مع جسمِ خاکی آسمانوں پر اٹھالیا۔

مشہور روایت (اسرائیلیات سے ماخوذ، لیکن مشہور):

ایک مشہور روایت ہے، جو اگرچہ اسرائیلیات سے ماخوذ ہے اور اس کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے، لیکن اکثر تذکروں میں بیان ہوتی ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام بہت زیادہ عبادت گزار تھے اور دنیا کی بجائے آخرت کی زندگی کے لیے بہت بے چین تھے۔ آپ کی عبادت کا اجر ہر روز تمام اہل زمین کے عمل کے برابر کر دیا گیا تھا۔ ایک بار آپ نے ایک فرشتے سے ملاقات کی اور خواہش ظاہر کی کہ آپ ملک الموت سے بات کریں تاکہ آپ کی روح قبض ہونے میں اور تاخیر ہو، تاکہ آپ زیادہ عبادت کر سکیں۔ فرشتے نے آپ کو اپنے پروں پر اٹھالیا اور آسمانوں کی طرف پرواز شروع کی۔ جب وہ چوتھے آسمان پر پہنچے تو ملک الموت سے ملاقات ہوئی، جو نیچے کی طرف آرہے تھے۔ اس فرشتے نے ملک الموت کو حضرت ادریس علیہ السلام کی خواہش بتائی۔

ملک الموت نے حیرت سے کہا۔ "میں تو ابھی اللہ کے حکم پر آپ کی روح قبض کرنے کے لیے چوتھے آسمان پر بھیجا گیا تھا، اور میں حیران تھا کہ ادریس زمین پر ہیں اور ان کی روح آسمان پر کیسے

قبض ہو گی؟"اسی لمحے، چوتھے آسمان پر ہی اللہ کے حکم سے حضرت ادریس علیہ السلام کی روح قبض کر لی گئی۔

اس طرح اللہ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو بلند مقام عطا فرمایا اور وہ دنیاوی زندگی کے بعد آج بھی ایک بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔

✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت نوح علیہ السلام کا عظیم قصہ: تبلیغ، صبر اور طوفان

حضرت نوح علیہ السلام کا شمار اولوالعزم پیغمبروں میں ہوتا ہے۔آپ پہلے رسول تھے جنہیں ایک ایسی قوم کی طرف بھیجا گیا جس نے شرک اور بت پرستی کو اپنا لیا تھا۔آپ کا قصہ ایمان، صبر، استقامت اور اللہ کے خوفناک عذاب کی بہترین مثال ہے۔

پس منظر: شرک کا آغاز

حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ وہ تھا جب حضرت آدم اور حضرت شیث علیہما السلام کی تعلیمات کے بعد لوگ آہستہ آہستہ گمراہی کی طرف مائل ہو گئے۔شیطان نے انہیں بہکایا اور ان کے نیک آباؤ اجداد کی یادگار کے طور پر بت بنانے کا مشورہ دیا۔وقت گزرنے کے ساتھ،ان بتوں کی تعظیم شرک میں بدل گئی اور لوگ ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر نامی بتوں کی پوجا کرنے لگے۔

تبلیغ کا صبر آزما دور (ساڑھے نو سو سال)

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اس گمراہ قوم کی طرف بھیجا۔قرآن مجید کے مطابق، آپ نے اپنی قوم کو ۹۵۰ سال تک توحید کی دعوت دی۔

توحید کی دعوت: آپ نے دن رات، کھلے عام اور پوشیدہ طور پر ایک ہی پیغام دیا۔"اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو،اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔"

قوم کا ردِ عمل: اس طویل عرصے میں قوم نے آپ کی بات ماننے کے بجائے الٹا آپ کا تمسخر اڑایا، آپ کو دیوانہ کہا، اور کہا کہ ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ قوم کے سرداروں نے تو یہ بھی اعلان کر دیا کہ اگر کوئی حضرت نوح کی بات مانے گا تو وہ کمزور اور حقیر لوگ ہوں گے۔

شدید اذیتیں: روایات کے مطابق، قوم نے حضرت نوح علیہ السلام کو اتنی شدید اذیتیں دیں کہ کبھی گلے میں پھندا ڈال کر گھسیٹتے، اور کبھی اتنا مارتے کہ آپ بے ہوش ہو جاتے، مگر جب ہوش آتا تو آپ دوبارہ تبلیغ شروع کر دیتے۔

کشتی بنانے کا حکم اور تمسخر

جب حضرت نوح علیہ السلام نے محسوس کر لیا کہ اب ان کی قوم میں سے بہت کم لوگ ہی ایمان لائیں گے (تقریباً ۸۰ کے قریب) اور باقی سب ہٹ دھرمی پر قائم ہیں، تو آپ نے اللہ سے مدد کی دعا کی۔

اللہ کا حکم: اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ان ظالموں پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر اس سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ ایک بہت بڑی کشتی (سفینۂ نوح) تیار کریں۔

قوم کا مذاق: چونکہ وہ علاقہ خشکی پر تھا اور وہاں کشتی کا کوئی کام نہیں تھا، اس لیے جب حضرت نوح علیہ السلام لکڑیاں اکٹھی کر کے کشتی بنانے لگے تو قوم کا مذاق مزید بڑھ گیا۔ وہ کہتے۔ "نوح! تم پیغمبری چھوڑ کر بڑھئی بن گئے ہو؟ اس خشکی میں یہ لکڑی کا گھر کیا کرو گے؟"

حضرت نوح علیہ السلام نے مسکرا کر جواب دیا۔"اگر آج تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو تو ایک وقت آئے گا کہ ہم بھی تمہارا مذاق اڑائیں گے! اور تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے۔"

طوفانِ نوح کا آغاز

جب اللہ کے حکم سے کشتی مکمل ہو گئی، تو حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ اہلِ ایمان اور تمام چرند پرند کے ایک ایک جوڑے کو کشتی میں سوار کر لیں۔

عذاب کا آغاز: پھر زمین کے ایک خاص تنور سے پانی ابلنا شروع ہوا اور آسمان سے موسلا دھار بارش برسنا شروع ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پانی اس قدر تیزی سے بڑھا کہ گویا پوری کائنات میں چاروں طرف سے پانی ہی پانی تھا۔

کشتی کا چلنا: حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ کا نام لے کر کشتی میں سوار ہو گئے، اور وہ کشتی پہاڑوں جیسی موجوں پر چلنے لگی۔

نوحؑ کے بیٹے کا المناک انجام

جب طوفان اپنے عروج پر تھا اور پانی پہاڑوں کی چوٹیوں کو چھو رہا تھا، حضرت نوح علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کا ایک بیٹا، جس کا نام کنعان تھا، ابھی تک کافروں کے ساتھ کھڑا ہے۔

نوح علیہ السلام نے شفقت پدری سے پکارا۔"اے میرے پیارے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا، اور کافروں کے ساتھ نہ رہ!"

بد بخت بیٹے نے غرور سے جواب دیا۔ "میں ابھی کسی پہاڑ پر چڑھ جاتا ہوں، جو مجھے پانی سے بچا لے گا!"

نوح علیہ السلام نے افسوس سے کہا۔ "اے بیٹے! آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہے، مگر جس پر وہ رحم فرمائے!"

اسی لمحے ایک زوردار موج دونوں کے درمیان حائل ہو گئی، اور حضرت نوح کا نافرمان بیٹا بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہو گیا۔

طوفان کا خاتمہ اور نئی زندگی کا آغاز

یہ طوفان ایک طویل عرصے تک جاری رہا اور تمام نافرمانوں کو غرق کر دیا گیا۔ زمین پر شرک اور گمراہی کا نام و نشان مٹ گیا۔

کشتی کا ٹھہرنا: آخرکار، اللہ کا حکم پورا ہوا اور پانی کو حکم دیا گیا کہ تھم جا، اور زمین کو حکم ہوا کہ اپنا پانی نگل لے۔ تب سفینۂ نوح ایک پہاڑ، جسے کوہِ جودی کہا جاتا ہے، اس پر جا ٹھہرا۔

کشتی میں سوار اہل ایمان، جو اب نسلِ انسانی کا دوبارہ آغاز کرنے والے تھے، سلامتی کے ساتھ زمین پر اترے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو "آدمِ ثانی" بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ موجودہ نسلِ انسانی انہی اور ان کے بیٹوں (سام، حام، یافث) کی نسل سے چلی ہے۔

Clubb of Quality Content

حضرت نوح علیہ السلام کا یہ قصہ ہمیں توحید کی اہمیت، صبر کی فضیلت، اور اللہ کے عذاب کی ہولناکی کا واضح سبق دیتا ہے۔

✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت ہود علیہ السلام اور قومِ عاد کا عبرت ناک قصہ

حضرت ہود علیہ السلام اللہ کے ان عظیم پیغمبروں میں سے ہیں جنہیں قومِ عاد کی طرف مبعوث کیا گیا۔ یہ قصہ قرآن مجید میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جو انسان کی طاقت، تکبر اور اس کے عبرتناک انجام کی ایک واضح مثال ہے۔

پس منظر: قومِ عاد کی عظمت اور طاقت

مقام: قومِ عاد یمن اور عمان کے درمیان موجودہ "احقاف" نامی سرزمین پر آباد تھی۔ یہ علاقہ ریتیلے ٹیلوں اور بلند و بالا پہاڑوں پر مشتمل تھا، جو اب ایک وسیع ریگستان ہے۔

طاقت اور خوشحالی: قومِ عاد کو اللہ تعالیٰ نے جسمانی طور پر بے پناہ قوت عطا کی تھی۔ وہ دراز قامت، کڑیل جوان اور قوی ہیکل تھے، جن کا قد و قامت دنیا میں اپنی مثال آپ تھا۔ ان کی سرزمین سرسبز و شاداب تھی، جس میں باغات اور کھیتی باڑی کی فراوانی تھی۔ وہ اپنی جسمانی قوت پر بہت مغرور تھے اور پہاڑوں کو تراش کر بڑے بڑے ستونوں والے عالی شان محلات اور عمارتیں بنایا کرتے تھے، جنہیں قرآن نے "ارم ذات العماد" (بلند ستونوں والی اِرم) کہا ہے۔

گمراہی: یہ قوم حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد زمین پر شرک اور بت پرستی میں مبتلا ہونے والی پہلی قوم تھی۔ وہ اللہ کی دی ہوئی طاقت اور نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بجائے بتوں کو پوجتے اور دنیاوی عیش و عشرت میں مگن رہتے تھے۔

حضرت ہودؑ کی دعوت اور قوم کا غرور

نبی کی بعثت: اللہ نے اس گمراہ قوم کو راہِ راست پر لانے کے لیے انہی میں سے ایک فرد، حضرت ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ قرآن نے انہیں ان کا "بھائی" (اخاہم) کہا، جس سے مراد ان کی نسبی نسبت اور ہم قوم ہونا ہے۔

تبلیغ کا پیغام: حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی پوری قوم کو صرف ایک ہی پیغام دیا۔

"یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ"

"اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو کیا تم ڈرتے نہیں؟"

آپ نے انہیں یاد دلایا کہ اللہ نے انہیں قومِ نوح کے بعد زمین پر جانشین بنایا ہے اور انہیں بے پناہ جسمانی قوت اور دولت عطا کی ہے، لہٰذا وہ اللہ کا شکر ادا کریں۔

قوم کا جواب اور تمسخر: قومِ عاد، جو اپنے غرور میں مبتلا تھی، حضرت ہود علیہ السلام کے پیغام کا سخت انکار کیا۔ انہوں نے نبی کو جھٹلایا، ان کا مذاق اڑایا اور کہا۔

"ہمیں تو تم کھلی بیوقوفی (سفاہۃ) میں مبتلا نظر آتے ہو، کیونکہ تم اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑنے کی بات کرتے ہو۔"

"تم ہمارے پاس کوئی واضح دلیل (معجزہ) لے کر نہیں آئے، اور ہم تمہارے کہنے پر اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔"

"ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہمارے کسی معبود نے تمہیں پاگل (دماغی خلل) کر دیا ہے، جس کی وجہ سے تم یہ سب کہتے ہو!"

مشکلات اور عذاب کا فیصلہ

جب قومِ عاد کی ہٹ دھرمی حد سے بڑھ گئی، تو حضرت ہود علیہ السلام نے بڑے جلال کے ساتھ ان کے شرک اور بتوں سے لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔

"إِنِّي أُشْهِدُ اللَّهَ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ"

"میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان تمام سے بری ہوں جنہیں تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو!"

حضرت ہود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں اللہ کے عذاب سے ڈرایا، لیکن قوم نے پھر بھی کہا۔ "اگر تم سچے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس کا تم ہمیں وعدہ دیتے ہو!"

آخر کار، حضرت ہود علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی اور اللہ نے ان پر عذاب کا فیصلہ فرما لیا۔

قومِ عاد کا المناک انجام

عذاب کا آغاز: اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد پر عذاب کے طور پر سب سے پہلے خشک سالی بھیجی۔ جب ان کی کھیتیاں اور باغات سوکھنے لگے، تو وہ پریشان ہو گئے۔ انہیں آسمان پر ایک گہرا بادل نمودار ہوتا نظر آیا، تو وہ خوشی سے چلائے کہ اب ان پر بارش برسے گی۔

ہودؑ کی تنبیہ: حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں خبردار کیا۔ "یہ بادل نہیں، بلکہ وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے!"

عذاب کی کیفیت: وہ بادل بارش کے بجائے سخت، ٹھنڈی اور تیز آندھی لے کر آیا۔ یہ آندھی سات راتوں اور آٹھ دن تک مسلسل چلتی رہی، جس نے سب کچھ تہس نہس کر دیا۔
آندھی اتنی تیز تھی کہ وہ قوی ہیکل لوگوں کو ان کے گھروں سے اُکھاڑ کر آسمان کی طرف لے جاتی اور پھر انہیں زمین پر کھجور کے تنے کی طرح پٹخ دیتی۔ مضبوط محلات اور عمارتیں زمین بوس ہو گئیں۔

نجات: اس خوفناک طوفان میں صرف حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے چند لوگ ہی محفوظ رہے، جنہیں اللہ نے اپنی خاص رحمت میں پناہ دی۔ طوفان کے بعد، حضرت ہود علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر گئے اور وہاں اللہ کی عبادت میں مشغول رہے۔

یوں، قومِ عاد، جو اپنی طاقت اور فنِ تعمیر پر بہت ناز کرتی تھی، ایک تیز آندھی کے ذریعے حرفِ غلط کی طرح مٹا دی گئی، اور باقیوں کے لیے ایک عبرت کا نشان بن گئی۔

✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ ثمود کا عظیم قصہ

حضرت صالح علیہ السلام کا قصہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے معجزے، پیغمبروں پر قوموں کی ہٹ دھرمی اور ان کے بھیانک انجام کی ایک اہم مثال ہے۔ آپ کو قومِ ثمود کی طرف مبعوث کیا گیا، جو قومِ عاد کے بعد زمین پر آباد ہوئی۔

پس منظر: قومِ ثمود اور ان کی رہائش

مقام و رہائش: قومِ ثمود کا علاقہ حجاز اور شام کے درمیان وادی القُریٰ میں تھا، جو آج مدائنِ صالح کے نام سے مشہور ہے۔

طاقت و فنِ تعمیر: یہ قوم بھی اللہ کی دی ہوئی طاقت اور صلاحیتوں کی وجہ سے بہت خوشحال اور متکبر تھی۔ وہ پہاڑوں کو تراش کر اس میں شاندار مکانات اور قلعے بناتے تھے، جو ان کی فنِ تعمیر کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ یہ لوگ اپنی مضبوط عمارتوں اور زمین کی زرخیزی پر بہت ناز کرتے تھے اور خود کو تباہی سے محفوظ سمجھتے تھے۔

گمراہی: قومِ ثمود بھی اپنے پیش روؤں کی طرح بت پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بجائے شرک کرتی تھی۔

حضرت صالحؑ کی تبلیغ اور قوم کا انکار

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

نبی کی بعثت: اللہ تعالیٰ نے قومِ ثمود کی رہنمائی کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا، جو انہی کے خاندان کے ایک نیک اور شریف شخص تھے۔

تبلیغ کا پیغام: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو نہایت نرمی اور حکمت سے دعوت دی۔ "اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ اُسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور تمہیں یہاں آباد کیا۔ تم اُس سے مغفرت طلب کرو اور اُس کی طرف توبہ کرو۔"

قوم کا جواب: قوم کے سرداروں نے حضرت صالح علیہ السلام کا مذاق اڑایا اور کہا۔

"ہم تو تمہیں نبوت سے پہلے ایک معزز اور امید افزا شخص سمجھتے تھے۔ تم نے یہ کیا کیا کہ ہمارے آبائی دین (بت پرستی) کے خلاف ہو گئے؟"

"تمہاری یہ باتیں ہمیں شک میں ڈالتی ہیں اور ہم بدگمانی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔"

انہوں نے آپ کو کہا کہ آپ پر جادو کر دیا گیا ہے یا آپ پاگل ہو گئے ہیں۔

معجزے کا مطالبہ: اونٹنی (ناقۃ اللہ)

جب حضرت صالح علیہ السلام نے بہت تبلیغ کی اور قوم اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہ آئی، تو انہوں نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمیں کوئی معجزہ دکھاؤ۔

قوم کا چیلنج: وہ ایک بڑے پتھر (بعض روایات کے مطابق پہاڑ) کی طرف اشارہ کر کے بولے۔"اگر تم واقعی نبی ہو، تو اسی پتھر میں سے حاملہ اونٹنی نکال کر دکھاؤ۔اور وہ ایسی ہونی چاہیے جو ہماری شرائط کے مطابق ہو۔"

معجزے کا ظہور: حضرت صالح علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی، اور اللہ کے حکم سے وہ پتھر پھٹا اور اس میں سے ایک عظیم الشان حاملہ اونٹنی نمودار ہوئی، جو قوم کی شرائط کے مطابق تھی۔

شرائط اور تنبیہ: اللہ نے حضرت صالح علیہ السلام کے ذریعے قوم کو دو بڑی شرائط بتائیں۔

"یہ اونٹنی اللہ کی نشانی ہے، اسے چھوڑ دو کہ وہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے۔"

"ایک دن اونٹنی پانی پیے گی اور ایک دن تمہارے جانور۔ تم اونٹنی کے حصے والے دن اس کے پانی میں بالکل ہاتھ نہ لگانا۔"

"اس اونٹنی کو چھونا بھی نہیں، ورنہ تم پر دردناک عذاب نازل ہو گا۔"

اونٹنی کا قد بہت بڑا تھا اور وہ اتنا پانی پیتی تھی کہ باقی جانوروں کے لیے پانی کم پڑ جاتا، لیکن وہ اپنی باری کے دن اتنا دودھ دیتی تھی جو پوری قوم کے لیے کافی ہوتا تھا۔

اونٹنی کو قتل کرنا اور عذاب کا آنا

قومِ ثمود کچھ عرصہ تو اس معجزے کے سامنے خاموش رہی، مگر ان کے سرداروں کا غرور اور حسد بڑھتا گیا۔ آخرکار، انہوں نے آپس میں سازش کی کہ اس اونٹنی کو قتل کر دیا جائے۔

اونٹنی کا قتل: قوم کے چند شریر اور سرکش لوگوں نے، جنہیں ان کے سرداروں نے ابھارا تھا، چھپ کر موقع پایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ اونٹنی درد سے چیختی ہوئی گر پڑی اور مر گئی۔

حضرت صالحؑ کا انتباہ: جب حضرت صالح علیہ السلام کو اس قتل کی خبر ہوئی تو وہ غمگین ہوئے اور اپنی قوم کو آخری تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا۔ "تم تین دن تک اپنے گھروں میں خوب عیش کر لو، یہ تمہارے لیے مہلت ہے، اور تین دن بعد تم پر عذاب آئے گا اور یہ وعدہ جھوٹا نہیں ہوگا۔"

عذاب کی آمد: تین دن کی مہلت پوری ہوئی، تو قوم پر عذاب نازل ہونا شروع ہوا۔

پہلا دن: ان کے چہرے زرد ہو گئے۔

دوسرا دن: ان کے چہرے سرخ ہو گئے۔

تیسرا دن: ان کے چہرے سیاہ ہو گئے۔

چوتھے دن، سورج نکلتے ہی آسمان سے ایک بھیانک چیخ (صَیحَۃ) نازل ہوئی، جو اتنی شدید تھی کہ قومِ ثمود کے دل اور گردے پھٹ گئے۔ وہ اپنے تراشیدہ مکانوں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے اور ایک آن میں پوری قوم ہلاک ہو گئی۔

نجات اور نصیحت

نجات: حضرت صالح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے لوگ جن کی تعداد بہت کم تھی۔ اللہ کی رحمت سے اس عذاب سے محفوظ رہے اور وہاں سے ہجرت کر گئے۔

Clubb of Quality Content

صالحؑ کا افسوس: جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی ہلاک شدہ قوم کے گھروں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے افسوس سے فرمایا۔ "اے میری قوم! میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا اور تمہاری خیر خواہی کی تھی، مگر تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے!"

قومِ ثمود کا قصہ ان تمام قوموں کے لیے عبرت ہے جو اللہ کی دی ہوئی طاقت اور صلاحیتوں پر غرور کرتی ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کو جھٹلاتی ہیں۔

✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت ابراہیم علیہ السلام: خلیل اللہ کی آزمائش اور توحید کی داستان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ (اللہ کا دوست) کہا جاتا ہے اور ان کا شمار اولوالعزم پیغمبروں میں ہوتا ہے۔ آپ کی پوری زندگی آزمائشوں، قربانیوں اور توحید کی بے مثال جدوجہد سے عبارت ہے۔ آپ ہی تمام آسمانی مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) کے جدامجد ہیں۔

پس منظر: پیدائش اور شرک کے ماحول میں نشوونما

قوم اور حکمران: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش بابل (موجودہ عراق) کے علاقے میں ہوئی، جو اس وقت بت پرستی کا گڑھ تھا۔ وہاں کا بادشاہ نمرود تھا، جو اتنا متکبر تھا کہ خود کو خدا کہلاتا تھا۔

والد کا کردار: آپ کے والد کا نام آزر تھا، جو بت بنانے اور ان کی پوجا کرنے میں سب سے آگے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بچپن اسی شرک کے ماحول میں گزرا، لیکن اللہ نے آپ کو چھوٹی عمر سے ہی صحیح فہم اور بصیرت (رُشد) عطا فرمادی تھی۔

بتوں سے بےزاری اور دلیل سے انکار

نوعمری میں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور قوم کی بت پرستی پر سوال اٹھانا شروع کر دیے۔

والد کو دعوت: آپ نے سب سے پہلے نہایت نرمی سے اپنے والد آزر کو بت پرستی چھوڑ کر اللہ کی عبادت کی دعوت دی، لیکن آزر نے انکار کر دیا اور دھمکی دی۔

قوم سے مکالمہ: آپ نے اپنی قوم سے کہا کہ یہ بے جان بت، جو نہ سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے، تمہارے کس کام کے ہیں؟ جب قوم نے کوئی تسلی بخش جواب نہ دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود اللہ کی ہستی کا علمی ثبوت دینے کا فیصلہ کیا۔

ستاروں اور چاند سے استدلال: آپ نے پہلے چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھ کر کہا۔ "یہ میرا رب ہے؟" پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہا۔ "میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" پھر چاند اور پھر سورج کے بارے میں بھی یہی کہا۔ آخر میں اعلان کیا کہ میں نے اپنا رخ اس کی طرف کر لیا ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اس طرح آپ نے قوم کو سمجھایا کہ یہ نظر آنے والی چیزیں بھی رب نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ زوال پذیر ہیں۔

بتوں کو توڑنا اور آگ کی آزمائش

تباہی کا منصوبہ: قوم کا سالانہ میلہ تھا اور سب لوگ شہر سے باہر چلے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع کا فائدہ اٹھایا اور ایک کلہاڑی لے کر سب سے بڑے بت کے علاوہ تمام بتوں کو توڑ پھوڑ دیا۔ پھر کلہاڑی بڑے بت کے کندھے پر رکھ دی۔

تفتیش اور چیلنج: جب قوم واپس آئی اور اپنے معبودوں کا یہ حال دیکھا تو سمجھی کہ یہ کام صرف ابراہیم ہی کا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے آپ کو بلایا اور پوچھا۔ "اے ابراہیم! کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام کیا ہے؟"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا۔ "بلکہ یہ کام ان کے اس بڑے سردار بت نے کیا ہو گا! اگر یہ بولتے ہیں تو انہی سے پوچھ لو کہ انہیں کس نے توڑا ہے؟"

قوم نے شرمندہ ہو کر کہا۔ "تمہیں تو معلوم ہے کہ یہ بولتے نہیں!"

ابراہیمؑ کا حتمی اعلان:

تب آپ نے فرمایا: "تو پھر تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ تمہیں نفع دے سکتی ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں؟ کیا تمہاری عقل کام نہیں کرتی؟"

آگ میں ڈالنے کا فیصلہ: اس پر قوم غصے سے بھڑک اٹھی اور فیصلہ کیا کہ ابراہیم کو اس کی اس گستاخی کی سزا دی جائے۔ سب نے مل کر ایک بہت بڑی آگ جلائی اور آپ کو منجنیق کے ذریعے اس آگ کے دہکتے شعلوں میں ڈال دیا۔

خلیل اللہ کا معجزہ: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا سب سے بڑا معجزہ تھا۔ اللہ نے آگ کو حکم دیا:

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

"اے آگ! تُو ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا!" (سورۃ الانبیاء: ۶۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کے بیچوں بیچ صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ دیکھ کر نمرود اور اس کی قوم حیران و پریشان رہ گئے، مگر بہت کم لوگ ایمان لائے۔

ہجرت اور حضرت ہاجرہ و اسماعیلؑ کی آزمائش

قوم کے ایمان نہ لانے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی حضرت سارہ اور بھتیجے حضرت لوط کے ساتھ بابل سے ہجرت کی اور مختلف علاقوں (فلسطین، مصر) میں تبلیغ کرتے رہے۔

حضرت ہاجرہ کا قصہ: جب آپ کی عمر بہت زیادہ ہو چکی تھی اور حضرت سارہ کی کوئی اولاد نہیں تھی، تو انہوں نے اپنی کنیز حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا، جن سے آپ کے سب سے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

Clubb of Quality Content

وادیِ مکہ میں چھوڑنا: اللہ کے حکم پر، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ اور شیر خوار حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر واپس جانا پڑا۔ مکہ اس وقت ویران تھا۔

زمزم کا معجزہ: جب پانی ختم ہوا اور حضرت اسماعیل پیاس سے رو رہے تھے، تو حضرت ہاجرہ نے پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگائے۔ اللہ کے حکم سے، جب وہ واپس آئیں تو دیکھا کہ حضرت اسماعیل جہاں ایڑیاں رگڑ رہے تھے، وہاں سے زمزم کا چشمہ پھوٹ پڑا ہے۔

عظیم ترین قربانی کا حکم (ذبحِ عظیم)

حضرت اسماعیل علیہ السلام جب جوانی کی عمر کو پہنچے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ خواب تین راتوں تک دیکھا اور سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔

بیٹے سے مشورہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل سے کہا۔ "اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب تم بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟"

اسماعیلؑ کا جواب: حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تاریخ کا عظیم ترین جواب دیا۔ "اے میرے ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے، وہی کیجیے۔ آپ مجھے ان شاءاللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔"

آخری لمحہ: جب باپ بیٹے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لیے تیار ہو گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کی گردن پر چھری چلائی، تو اللہ نے جنت سے ایک مینڈھا بھیجا اور حضرت اسماعیل کی جگہ وہ ذبح ہو گیا۔

"وَفَدَيۡنَٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِيمٍ"

"اور ہم نے ایک عظیم قربانی کو اس کا فدیہ بنا دیا" (سورۃ الصافات: ۱۰۷)

یہ قربانی دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اللہ پر مکمل اعتماد اور فرمانبرداری کی انتہا تھی۔

کعبہ کی تعمیر اور دعائیں

اس عظیم قربانی کے بعد، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر دنیا کے سب سے پہلے گھر کعبہ (بیت اللہ) کی بنیادوں کو دوبارہ بلند کیا، جو حضرت آدمؑ کے زمانے میں بنا تھا۔

دونوں نے مل کر دعا کی:

"رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ"

"اے ہمارے رب! ہم سے یہ خدمت قبول فرمالے، بیشک تو ہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔"

اور پھر یہ تاریخی دعا مانگی:

"اے ہمارے رب! اور ان (اہلِ مکہ) میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور ان کا تزکیہ کرے!"

اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کی نسل میں آخری نبی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملتِ اسلامیہ کا روحانی باپ اور ایمان کے حقیقی نمونے کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔

✧----✧----✧

حضرت لوط علیہ السلام: زوالِ اخلاق اور عذابِ الٰہی کی داستان

ا۔ابتداء: سرزمینِ موعود کا سایہ

حضرت لوط علیہ السلام، اللہ کے برگزیدہ پیغمبر، حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے بھتیجے تھے۔ آپؑ نے اپنے چچا کے ساتھ ارضِ بابل سے ہجرت کی اور فلسطین کی سرسبز و شاداب زمین پر سکونت اختیار کی۔ آپؑ کو اردن اور بحیرۂ لوط کے قریب واقع شہروں کی طرف مبعوث کیا گیا، جن میں سدوم سب سے بڑا مرکز تھا۔ اللہ نے ان بستیوں کو رزق کی فراوانی اور آسائشوں کی نعمت سے نوازا تھا، مگر یہ قوم اپنی دولت اور فراغت میں گم ہو کر اخلاقی پستی کے تاریک گڑھے میں گر چکی تھی۔

قومِ سدوم کا اخلاقی زوال

قومِ سدوم کی بدترین خصلت یہ تھی کہ وہ دنیا کی تمام قوموں سے بڑھ کر بے حیائی اور فحاشی میں مبتلا تھی۔ انہوں نے ایک ایسی فطری حد کو پار کر لیا تھا جو پہلے کبھی کسی قوم نے نہیں توڑی تھی، یعنی مردوں کا مردوں سے شہوت پوری کرنا (لواطت)۔

حضرت لوطؑ نے جب دیکھا کہ ان کی قوم علی الاعلان اس شرمناک فعل کا ارتکاب کرتی ہے، راہ چلتے مسافروں پر حملہ آور ہوتی ہے اور اپنی محفلوں میں برے کاموں پر فخر کرتی ہے، تو آپؑ کا دل غم اور کرب سے بھر گیا۔

۳۔پیغمبر کا درد بھرا پکار

اللہ کے حکم سے حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے حق کا پرچم اٹھایا۔آپؑ کی دعوت ایک غمگیں آہٹ اور شفقت آمیز پکار تھی۔

"اے میری قوم! تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کیوں کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کی؟ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت پوری کرتے ہو۔تم تو حد سے گزر جانے والے لوگ ہو۔کیا تم ڈرتے نہیں؟ میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں، سو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔"

لوطؑ کی آواز اس بے حس شہر میں گویا ایک سنسان وادی کی پکار تھی۔قوم نے آپ کی بات پر کان دھرنے کے بجائے الٹا تمسخر اڑایا اور دھمکی دی۔

"اے لوط! اگر تم اس سے باز نہ آئے تو یاد رکھنا، ہم تمہیں شہر سے نکال دیں گے! اور ہاں، اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو!"

یہاں تک کہ وہ کہنے لگے کہ لوطؑ کے گھر والوں کو بھی بستی سے نکال دو، یہ لوگ بہت پاک باز بنتے ہیں! اس قوم کا ہنسی مذاق اور گستاخی اس انتہا کو پہنچ گئی کہ انہوں نے ہدایت کی شمع کو بجھانے کی ٹھان لی۔

۴۔عذاب کے فرشتے اور آخری مہلت

جب قوم کے لیے آخری وقت آگیا اور ان کے ایمان لانے کی کوئی امید باقی نہ رہی، تو اللہ نے اپنے عذاب کے لیے تین خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں فرشتے (جن میں حضرت جبرائیل بھی شامل تھے) حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیجے۔ ان فرشتوں نے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت دی، پھر بتایا کہ وہ قومِ لوط کی طرف عذاب لے کر جا رہے ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے شفقت کے مارے اللہ کے حضور التجا کی کہ کیا اس شہر میں ایک بھی نیک آدمی نہیں؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ "ہمیں معلوم ہے کہ وہاں کون کون ہے۔ ہم لوطؑ اور ان کے پیروکاروں کو ضرور بچا لیں گے، سوائے ان کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں شامل ہو گی۔"

یہ فرشتے پھر رات کے وقت حضرت لوط علیہ السلام کے گھر پہنچے۔ جب قوم کے بدکار لوگوں کو ان خوبصورت مہمانوں کی خبر ملی، تو وہ گروہ در گروہ بے حیائی کے ارادے سے حضرت لوطؑ کے گھر کی طرف دوڑ پڑے۔

۵۔ لوطؑ کا درد اور عذاب کا منظر

حضرت لوط علیہ السلام نے دروازہ بند کر لیا اور قوم سے التجا کی: "اے میری قوم! اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تمہارے پاس تمہاری خواہش پوری کرنے کے لیے تمہاری بیٹیاں (یا عورتیں) نہیں ہیں؟ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

قوم نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا: "تمہیں تو معلوم ہے کہ ہمیں تمہاری بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں، ہمارا ارادہ تو کچھ اور ہے! اور تمہیں معلوم ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں!"

یہ دیکھ کر حضرت لوطؑ بے بس ہو گئے اور درد سے کہا: "کاش! مجھے تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط سہارے کی پناہ لے سکتا!"

تب فرشتوں نے اپنا تعارف کرایا اور حضرت لوطؑ کو تسلی دی: "اے لوط! ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ بس تم رات کے آخری حصے میں اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ اور کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے!"

عذاب کا نزول: جیسے ہی صبح کا وقت ہوا اور لوطؑ اور اہل ایمان بستی سے نکلے، اللہ کا عذاب نازل ہوا۔

حضرت جبرائیلؑ نے شہروں کو اپنی پروں کی نوک پر اٹھایا اور اتنا بلند لے گئے کہ آسمان والوں نے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں۔ پھر انہیں الٹا کر کے زمین پر دے مارا۔

اس کے بعد ان پر سخت پتھروں کی بارش ہوئی، جو خاص طور پر نشان زد تھے۔

حضرت لوطؑ کی بیوی، جو دل میں اپنی قوم کی طرف مائل تھی، نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور "ہائے میری قوم!" کہا، تو وہیں پتھروں کی بارش سے ہلاک ہو کر رہ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یوں وہ بستی، جو کبھی سر سبز و شاداب تھی، ایک بدبودار جھیل (بحیرۂ لوط یا بحیرۂ مردار) میں بدل گئی، جو آج بھی دنیا کے لیے ایک بھیانک عبرت کا نشان ہے۔ حضرت لوطؑ اور ان کے پیروکار نجات پا کر شام کے علاقوں میں آباد ہو گئے۔

نتیجہ اور عبرت

حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ جب کوئی قوم اللہ کی دی ہوئی فطرت اور اخلاقی حدود کو پامال کرتی ہے اور اپنے پیغمبر کو جھٹلا کر عناد اور سرکشی اختیار کرتی ہے، تو اللہ کا عذاب اسے نیست و نابود کر دیتا ہے۔ قومِ لوط کا یہ انجام ہر زمانے کے فسق و فجور میں مبتلا لوگوں کے لیے ایک لرزہ خیز تنبیہ ہے۔

✧----✧----✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حضرت اسماعیل علیہ السلام: قربانی، صبر اور زمزم کی تاریخ

حضرت اسماعیل علیہ السلام، اللہ کے جلیل القدر پیغمبر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپؑ کا قصہ بے مثال اطاعت، صبر اور قربانی کا وہ عظیم سبق ہے جس کی یاد میں مسلمان آج بھی عید الاضحیٰ مناتے ہیں۔

ا۔ پیدائش اور مکہ کی ویران وادی میں ہجرت

پیدائش کا پس منظر: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پہلی بیوی، حضرت سارہ، کو اولاد نہیں ہوئی تھی۔ جب حضرت ابراہیمؑ کی عمر بہت زیادہ ہو گئی، تو حضرت سارہ نے اپنی خادمہ حضرت ہاجرہ کو پیش کیا تاکہ ان سے نسل چلے۔ حضرت ہاجرہ سے ہی اللہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عطا فرمایا۔

ہجرت کا حکم: اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ شیر خوار اسماعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو لے کر مکہ مکرمہ کی ویران اور بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آئیں۔ اس وقت مکہ نہ کوئی شہر تھا اور نہ وہاں کوئی بستی آباد تھی۔

حضرت ہاجرہ کا توکل: جب حضرت ابراہیمؑ نے دونوں کو ایک درخت کے نیچے چھوڑا اور چلنے لگے، تو حضرت ہاجرہ نے پیچھے سے پکارا:

"اے ابراہیم! کیا آپ ہمیں اس ویران اور بے آب و گیاہ جگہ چھوڑ کر جا رہے ہیں؟"

حضرت ابراہیمؑ خاموش رہے اور آگے بڑھتے رہے۔ تب حضرت ہاجرہ نے آخری سوال کیا:

"کیا یہ اللہ کا حکم ہے؟"

جب حضرت ابراہیمؑ نے اثبات میں سر ہلایا، تو حضرت ہاجرہ نے وہ تاریخی جملہ کہا جو مکمل توکل کی مثال ہے:

"پھر وہ (اللہ) ہمیں ضائع نہیں کرے گا!"

حضرت ابراہیمؑ نے جانے سے پہلے دعا کی: "اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے مقدس گھر کے قریب، ایک بے آب وگیاہ وادی میں بسایا ہے... تاکہ وہ نماز قائم کریں..."

زمزم کا چشمہ اور صفا و مروہ کی سعی

پیاس کی شدت: تھوڑے ہی وقت میں پانی ختم ہو گیا اور شیر خوار حضرت اسماعیل علیہ السلام پیاس کی شدت سے بے حال ہو گئے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت ہاجرہ تڑپ اٹھیں۔

سعی (دوڑ): پانی کی تلاش میں وہ قریب کی پہاڑی صفا پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھا، پھر دوڑ کر دوسری پہاڑی مروہ پر گئیں۔ اس طرح انہوں نے بے قراری کی عالم میں سات چکر لگائے، اس امید پر کہ کہیں سے پانی یا کوئی قافلہ نظر آجائے۔

زمزم کا ظہور: جب ساتواں چکر مکمل ہوا اور حضرت ہاجرہ واپس آئیں تو دیکھا کہ جہاں حضرت اسماعیلؑ پیاس کی شدت سے ایڑیاں رگڑ رہے تھے، وہاں سے اللہ کے حکم سے پانی کا ایک چشمہ تیزی

سے پھوٹ پڑا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے جلدی سے پانی کو روکنے کے لیے اس کے ارد گرد مٹی جمع کی اور کہا: "زُمی زُمی" (رک جا، رک جا)۔ اسی لیے اسے آبِ زمزم کہا جاتا ہے۔

یہ واقعہ اس عظیم سعی (صفاو مروہ کے درمیان دوڑ) کی بنیاد بنا جو آج بھی حج اور عمرہ کا لازمی جزو ہے۔ اس چشمہ کے باعث وہاں قبیلہ جُرہم آباد ہوا اور مکہ کی بستی بس گئی۔

ذبحِ عظیم کی آزمائش (قربانی کا واقعہ)

حضرت اسماعیل علیہ السلام جوانی کی عمر کو پہنچ گئے تھے اور اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تعمیراتی کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ یہ واقعہ ان کی زندگی کی سب سے بڑی اور مشکل ترین آزمائش ہے۔

خواب اور حکمِ الٰہی: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں۔ چونکہ پیغمبر کا خواب وحی ہوتا ہے، لہٰذا وہ جان گئے کہ یہ اللہ کی طرف سے ان کے ایمان کا آخری امتحان ہے۔

بیٹے سے مشورہ اور اطاعت: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو آزمائش کے بجائے، اعتماد میں لیا اور پوچھا:

"اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اب تم بتاؤ، تمہارا کیا خیال ہے؟"

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا جواب ایمان اور صبر کا عظیم شاہکار ہے:

"ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے، وہی کیجیے۔ آپ مجھے ان شاءاللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے!"

قربانی کا عمل اور نجات: باپ اور بیٹا دونوں اللہ کے حکم کی تعمیل کے لیے تیار ہو گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو لٹا دیا اور چھری تیز کی، تاکہ کم تکلیف ہو۔ جب باپ نے چھری چلائی تو اللہ کی طرف سے آواز آئی:

"اے ابراہیم! تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا! ہم نیک کام کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ بے شک یہ ایک کھلی آزمائش تھی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور اللہ نے جنت سے ایک عظیم مینڈھا (ذبحِ عظیم) بھیجا جو حضرت اسماعیلؑ کی جگہ ذبح ہو گیا۔

یہ واقعہ اللہ کے لیے اپنی سب سے قیمتی متاع کو قربان کرنے کا ابدی پیغام دیتا ہے، جس کی یاد میں ہر سال عیدالاضحیٰ منائی جاتی ہے۔

کعبہ کی تعمیرِ نو اور مکہ کے جدامجد

کعبہ کی تعمیر: اس عظیم واقعے کے بعد، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مل کر اللہ کے حکم پر دنیا کے سب سے مقدس گھر بیت اللہ (کعبہ) کی بنیادوں کو دوبارہ بلند کیا۔

باپ بیٹا کعبہ کی دیواریں اٹھاتے جاتے اور دعا کرتے جاتے:

"اے ہمارے رب! ہم سے (یہ خدمت) قبول فرمالے، بیشک تو ہی خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔"

نسلِ پاک کا تسلسل: حضرت اسماعیل علیہ السلام نے وہیں مکہ میں سکونت اختیار کی، زبانِ عربی سیکھی، اور وہیں پر آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی نسل سے ہی قریش کا قبیلہ وجود میں آیا، اور ان ہی میں سے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اسی نسبت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عربوں کا جدِ امجد کہا جاتا ہے۔

✧----✧----✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت اسحاق علیہ السلام: صبر اور برکت کا قصہ

حضرت اسحاق علیہ السلام، اللہ کے عظیم پیغمبر اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپؑ کی پیدائش کا واقعہ بذاتِ خود ایک معجزہ ہے، اور آپ کو بنی اسرائیل کا جدِامجد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

ا۔ بشارتِ الٰہی: معجزانہ پیدائش

والدین کی عمر رسیدگی: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے بعد، ان کی پہلی بیوی حضرت سارہ کے بطن سے ایک اور بیٹے کی بشارت دی۔ اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر تقریباً سو سال سے زائد تھی اور حضرت سارہ خود بھی بہت عمر رسیدہ ہو چکی تھیں، اور طبعی طور پر ان میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی تھی۔

فرشتوں کی آمد: ایک دن، اللہ کے بھیجے ہوئے چند فرشتے (جو حضرت لوطؑ کی قوم پر عذاب کا حکم لے کر جا رہے تھے) انسانوں کی شکل میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس مہمان بن کر آئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فوراً بھنا ہوا بچھڑا تیار کر کے ان کے سامنے پیش کیا۔ فرشتوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا، جس پر حضرت ابراہیمؑ ڈر گئے۔

بشارت: فرشتوں نے آپ کو اپنا تعارف کروایا اور بتایا کہ وہ قومِ لوط پر عذاب کے لیے آئے ہیں، اور اس کے ساتھ ہی حضرت اسحاق کی پیدائش کی خوشخبری دی۔

حضرت سارہ کا تعجب: حضرت سارہ یہ خبر سن کر دروازے کے پیچھے سے نکل آئیں اور تعجب سے ہنس پڑیں، اور کہا:

"ہائے میری کم بختی! کیا اب اس حال میں اولاد ہوگی کہ میں بوڑھی ہو چکی ہوں اور میرے شوہر بھی عمر رسیدہ ہیں؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے!"

فرشتوں نے جواب دیا:

"کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ اے گھر والو! تم پر تو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔"

اس طرح، اللہ کے معجزانہ حکم سے حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

۲۔ فلسطین میں قیام اور نبوت

ابراہیمؑ کا سایہ: حضرت اسحاق علیہ السلام کی پرورش اپنے عظیم والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیرِ سایہ ہوئی۔ آپ نے اپنے والد سے توحید کا علم، صبر اور اللہ پر کامل توکل و اعتماد سیکھا۔

مقامِ سکونت: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل عرب کی طرف مائل ہوئی، جبکہ حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی اولاد نے فلسطین کے علاقے (کنعان) کو اپنا مرکز بنایا۔

نبوت اور وحی: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے بعد، اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو نبوت کے شرف سے نوازا اور آپ کو ان کی قوم کی رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا۔ آپ نے لوگوں کو اللہ کی وحدانیت کی دعوت دی اور دینِ ابراہیمی کی تبلیغ فرمائی۔

۳۔ حضرت یعقوبؑ کی ولادت اور بنی اسرائیل کا آغاز

ازدواجی زندگی: حضرت اسحاق علیہ السلام کی شادی حضرت رِفقہ سے ہوئی، جن سے آپ کے دو جڑواں بیٹے پیدا ہوئے:

عِیص: جو شکار اور جنگلوں کی زندگی پسند کرتے تھے۔

یعقوب: جو بعد میں اسرائیل کہلائے اور اللہ کے برگزیدہ پیغمبر بنے۔

بنی اسرائیل کا جدِامجد: حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہوئے، جن سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے وجود میں آئے۔ اس طرح، حضرت اسحاق علیہ السلام کو تمام بنی اسرائیل (یعقوبؑ کی اولاد) کا روحانی اور نسبی جدِامجد ہونے کا مقام حاصل ہوا۔

۴۔ قرآن میں ذکر اور خصوصیات

قرآن مجید میں حضرت اسحاق علیہ السلام کا ذکر مختلف مقامات پر آیا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

صالح بیٹے کی بشارت: اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک بردبار اور صالح بیٹے کی بشارت دی۔

سلسلۂ نبوت: اللہ نے ان کی نسل میں نبوت کا سلسلہ جاری فرمایا۔

صبر و حکمت: قرآن نے آپ کو اولوالایدی والابصار (قوتِ عمل اور بصیرت والے) لوگوں میں شمار کیا ہے۔

ابراہیمؑ سے تعلق: آپ کو ہمیشہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ ایمان اور نبوت کی ایک لڑی میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت اسحاق علیہ السلام کی پوری زندگی صبر، تقویٰ اور والد کے دین پر استقامت کی علامت رہی۔

آپؑ نے اپنی قوم کو توحید کی تعلیم دی اور آئندہ آنے والی عظیم نسلوں کے لیے ایمان کی مضبوط بنیاد رکھی۔ آپؑ کی وفات کے بعد آپ کو حبرون میں اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور والدہ حضرت سارہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

✧----✧----✧

حضرت یعقوب علیہ السلام: صبر، آزمائش اور نبوت کا سفر

حضرت یعقوب علیہ السلام، جن کا لقب اسرائیل بھی ہے، اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ آپ کی زندگی خاندانی رقابت، صبر کی طویل آزمائشوں، اور بیٹوں سے جدائی کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ آپ کی اولاد سے ہی بنی اسرائیل کی قوم چلی۔

۱۔ ابتدائی زندگی اور بھائی سے اختلاف

پیدائش اور نام: حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بھائی عِیص (ایساؤ) کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئے۔ آپ کی پرورش اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور والد حضرت اسحاق علیہ السلام کے زیرِ سایہ کنعان (فلسطین) میں ہوئی۔ آپ نے اپنے والد سے نبوت اور توحید کا علم وراثت میں پایا۔

بھائی سے تعلقات: حضرت یعقوبؑ ایک نیک، خاموش اور گھریلو طبیعت کے حامل تھے، جبکہ ان کے بھائی عیص شکاری اور جنگل پسند تھے۔ دونوں بھائیوں کے درمیان بعض خاندانی معاملات (جیسے والد کا حقِ وراثت) پر کچھ تناؤ رہتا تھا، جس کی وجہ سے حضرت یعقوبؑ نے اپنی والدہ کے مشورے پر اپنے ماموں لابان کے پاس حاران (شام کا علاقہ) کی طرف ہجرت کی۔

۲۔ شادی، اولاد اور بیت المقدس کی بنیاد

حاران میں قیام: حاران پہنچ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں کی بیٹیاں لیّاؔاور راحیل سے شادی کی (اس وقت ایک سے زیادہ سگی بہنوں سے شادی جائز تھی)۔ بعد میں، آپ کی دو مزید کنیزیں زلفہ اور بِلھا بھی آپ کی ازواج بنیں۔

بنی اسرائیل کا آغاز: اللہ تعالیٰ نے آپ کو بارہ بیٹے عطا کیے، جو بعد میں بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے بانی بنے۔ ان بیٹوں میں حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین حضرت راحیل کے بطن سے تھے، جن سے یعقوبؑ کو خاص محبت تھی۔

بیت المقدس کی بنیاد: کچھ مفسرین کے نزدیک، فلسطین واپسی کے دوران آپ نے موجودہ بیت المقدس (جسے حضرت ابراہیمؑ نے بھی دیکھا تھا) کی بنیاد رکھی اور اسے اللہ کی عبادت کا مرکز بنایا۔

Clubb of Quality Content

۳۔ حضرت یوسفؑ سے شدید محبت اور آزمائش کا آغاز

حضرت یعقوب علیہ السلام کا سب سے بڑا واقعہ ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کی کہانی سے جڑا ہے۔ یعقوبؑ کو یوسفؑ سے ان کے حُسن، نیکی اور پاکیزگی کی وجہ سے غیر معمولی محبت تھی۔

بیٹوں کی حسد: حضرت یعقوبؑ کی یہ شدید محبت باقی بیٹوں کو ناگوار گزری۔ وہ حسد میں مبتلا ہو گئے اور آپس میں سازش کی کہ یوسفؑ کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔

کنویں میں ڈالنا: انہوں نے ایک روز والد سے یوسفؑ کو اپنے ساتھ جنگل میں لے جانے کی اجازت مانگی اور وہاں جا کر انہیں ایک اندھے کنویں میں ڈال دیا۔ واپس آ کر والد کو جھوٹی کہانی سنائی کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا اور ثبوت کے طور پر ان کا خون آلود کرتا پیش کیا۔

یعقوبؑ کا ردِ عمل: صبرِ جمیل:

جب یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کا کرتا دیکھا تو فوراً سمجھ گئے کہ یہ بھیڑیے کا کام نہیں، بلکہ یہ ان کے بیٹوں کی سازش ہے۔ انہوں نے اپنے دل کے غم کو صرف اللہ کے حوالے کیا اور فرمایا:

"بلکہ تمہارے نفس نے تمہارے لیے ایک کام کو آراستہ کر دیا ہے، پس صبرِ جمیل (بہترین صبر) ہی بہتر ہے، اور تمہاری باتوں پر اللہ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔" (سورۃ یوسف: ۱۸)

اس کے بعد یعقوبؑ کی زندگی طویل جدائی اور شدید غم کی حالت میں گزری۔ آپ یوسفؑ کی یاد میں روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ جب بھی انہیں یوسفؑ کی خوشبو یا یاد آتی تو آپ بے اختیار ہو جاتے، لیکن اس پورے عرصے میں آپ نے نہ تو کبھی اپنے بیٹوں کو بد دعا دی اور نہ ہی اللہ کی تقدیر پر شکوہ کیا۔

۴۔ اندھا پن، ایمان اور مصر کی طرف سفر

امید کی کرن: سالہا سال کی جدائی کے بعد، جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے وزیر بن چکے تھے، اور یعقوبؑ کے بیٹے غلے کی تلاش میں مصر گئے، تو وہاں انہیں یوسفؑ کی حقیقت معلوم ہوئی۔

قمیص کا معجزہ: حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ہاتھ اپنا کرتا یہ کہہ کر بھیجا کہ: "یہ میرا کرتا لے جاؤ اور میرے والد کے چہرے پر ڈال دو، ان کی بینائی واپس آجائے گی۔"

جب یہ کرتا کنعان پہنچا اور حضرت یعقوبؑ کے چہرے پر ڈالا گیا، تو فوری طور پر ان کی بینائی لوٹ آئی۔

تب آپ نے خوشی اور یقین کے ساتھ فرمایا:

"کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے؟"

(سورۃ یوسف: ۹۶)

مصر ہجرت: حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام خاندان کے ساتھ مصر ہجرت کر گئے، جہاں یوسفؑ نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ تقریباً 80 سال کی جدائی کے بعد باپ اور بیٹے کا ملاپ ہوا۔ یوسفؑ نے اپنے والدین کو اپنے تخت پر بٹھایا، اور حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں نے اللہ کے حضور سجدۂ شکر ادا کیا۔

۵۔ آخری وصیت اور وفات

وصیت: مصر میں ایک طویل اور پر سکون زندگی گزارنے کے بعد، جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا وقتِ آخر آیا، تو آپ نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور یہ تاریخی وصیت فرمائی جو توحید کا بنیادی درس ہے:

"جب ان کا آخری وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ: تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟"

بیٹوں نے جواب دیا:

"ہم اسی اللہ کی عبادت کریں گے جو آپ کا اور آپ کے آباؤاجداد ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کا معبود ہے، اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔" (سورۃ البقرۃ:۱۳۳)

وفات: آپ نے مصر میں ہی وفات پائی۔ آپ کی وصیت کے مطابق، آپ کو واپس کنعان لایا گیا اور وہیں حبرون میں آپ کے آباؤاجداد کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا قصہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اللہ اپنے برگزیدہ بندوں کو شدید آزمائشوں میں ڈالتا ہے، لیکن شرط صرف ایک ہے: صبرِ جمیل اور توکل علی اللہ۔

✧ ---- ✧ ---- ✧

حضرت یوسف علیہ السلام: صبر، معافی اور بادشاہت کی کہانی

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں 'احسن القصص' (سب سے بہترین قصہ) کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ آزمائش، صبر، عفت، حکمت اور بالآخر کامیابی و معافی کی ایک مکمل داستان ہے۔

ا۔ بچپن اور پہلا خواب

خاندانی ماحول: حضرت یوسف علیہ السلام، اللہ کے پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے اور انہیں اپنے والد سے بہت زیادہ محبت حاصل تھی۔ وہ حُسنِ صورت اور سیرت دونوں میں ممتاز تھے۔

عظیم خواب: بچپن میں، حضرت یوسفؑ نے ایک عجیب خواب دیکھا اور اپنے والد کو بتایا:

"اے میرے ابا جان! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔"

حضرت یعقوب علیہ السلام فوراً سمجھ گئے کہ ان کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم مقام و مرتبہ عطا ہونے والا ہے۔ انہوں نے یوسفؑ کو نصیحت کی کہ یہ خواب اپنے بھائیوں کو مت بتانا، کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ حسد کی وجہ سے وہ کوئی سازش کر سکتے ہیں۔

۲۔ بھائیوں کا حسد اور سازش

حسد کا جذبہ: حضرت یعقوبؑ کی یوسفؑ سے غیر معمولی محبت نے باقی دس بھائیوں میں شدید حسد پیدا کر دیا۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ یوسفؑ کو راستے سے ہٹا دیا جائے تاکہ والد کی توجہ صرف ان کی طرف ہو جائے۔

سازش: آخر کار، انہوں نے یہ منصوبہ بنایا کہ یوسفؑ کو کسی اندھے کنویں میں ڈال دیا جائے تاکہ کوئی قافلہ انہیں نکال کر لے جائے اور وہ بستی سے دور ہو جائیں۔ وہ روتے ہوئے اپنے والد کے پاس گئے اور منت سماجت کر کے یوسفؑ کو اپنے ساتھ جنگل میں لے جانے کی اجازت حاصل کر لی۔

کنویں میں ڈالنا: جنگل میں لے جا کر انہوں نے بے دردی سے یوسفؑ کو کنویں میں پھینک دیا اور واپس آ کر والد کو جھوٹی کہانی سنائی کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا اور ثبوت کے طور پر ان کا خون آلود کرتا پیش کیا۔

حضرت یعقوبؑ کا صبرِ جمیل: حضرت یعقوب علیہ السلام بیٹے کے کرتے کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ جھوٹ ہے۔ آپ کا دل شدید غم سے نڈھال ہو گیا، مگر آپ نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور فرمایا: "بلکہ تمہارے نفس نے تمہارے لیے ایک کام کو آراستہ کر دیا ہے، پس صبرِ جمیل ہی بہتر ہے۔"

۳۔ مصر میں غلامی اور قید

آزادی اور غلامی: کچھ دنوں بعد ایک تجارتی قافلہ اس کنویں کے پاس رُکا۔ انہوں نے یوسفؑ کو کنویں سے نکالا اور مصر جا کر انہیں ایک غلام کے طور پر عزیزِ مصر (ملک کے وزیرِ خزانہ یا حاکم) کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ عزیز مصر اور ان کی بیوی نے آپ کو بڑے پیار سے پالا۔

زلیخا کا فتنہ (عفت کی آزمائش):

حضرت یوسفؑ کے جوانی میں قدم رکھتے ہی آپ کا حُسن عروج پر پہنچ گیا تھا۔ عزیزِ مصر کی بیوی، جسے زلیخا کے نام سے جانا جاتا ہے، آپ کے حُسن پر فریفتہ ہو گئی اور انہیں گناہ کی طرف مائل کرنے کی کوشش کی۔ حضرت یوسفؑ نے سختی سے انکار کر دیا اور اللہ کی پناہ مانگی۔

"معاذاللہ! وہ میرا رب ہے، اُس نے مجھے بہت اچھی جگہ رکھا ہے (یعنی عزیزِ مصر نے عزت دی)، بے شک ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔"

جب زلیخا کی سازش ناکام ہوئی، اور شہر کی عورتوں میں یہ چرچا عام ہوا، تو زلیخا نے اپنی بات کو چھپانے کے لیے یوسفؑ پر الزام لگایا اور انہیں قید خانے میں ڈلوا دیا۔

قید خانہ اور تعبیر: حضرت یوسفؑ نے اللہ کی رضا کی خاطر قید خانے کی سختی کو قبول کیا اور وہاں بھی لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ قید خانے میں آپ نے اپنے دو ساتھیوں کے خوابوں کی تعبیر بتائی۔ ان میں سے ایک آزاد ہو کر بادشاہ کا ساقی بن گیا۔

۴۔ خواب کی تعبیر اور تختِ مصر

بادشاہ کا خواب: کچھ عرصے بعد، مصر کے بادشاہ نے ایک عجیب خواب دیکھا: سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں، اور سات ہری بالیاں ہیں اور سات سوکھی۔ بادشاہ نے پریشان ہو کر درباریوں سے تعبیر پوچھی، مگر کوئی نہ بتا سکا۔

نجات اور تعبیر: تب ساقی کو یوسفؑ یاد آئے اور اس نے ان سے تعبیر پوچھی۔ حضرت یوسفؑ نے تعبیر بتائی: "ملک میں سات سال خوب فراوانی ہو گی، اور اس کے بعد سات سال کا شدید قحط آئے گا۔"

عزت و بادشاہت: بادشاہ یوسفؑ کی حکمت اور سچائی سے بہت متاثر ہوا اور انہیں فوراً قید سے رہا کر دیا۔ یوسفؑ کی پاکدامنی ثابت ہونے کے بعد بادشاہ نے انہیں ملک کے خزانے کا وزیر بنا دیا۔ اس طرح یوسفؑ نے غلامی سے نکل کر ملک کی سب سے اعلیٰ پوزیشن حاصل کر لی۔

۵۔ خاندان سے ملاپ اور معافی

قحط اور ملاقات: سات سال کی فراوانی کے بعد جب مصر اور کنعان میں شدید قحط پڑا، تو حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو مصر سے غلہ لانے کے لیے بھیجا۔ وہ یوسفؑ کو پہچان نہ سکے، مگر یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا۔

پہچان اور معافی: کئی ملاقاتوں اور آزمائشوں کے بعد، جب حضرت یوسفؑ نے خود کو ظاہر کیا، تو بھائیوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ انہوں نے شرمندگی اور پشیمانی کے ساتھ معافی مانگی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی عظمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، اللہ تمہیں معاف فرمائے، اور وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔"

خواب کی تکمیل: حضرت یوسفؑ نے اپنے والد حضرت یعقوبؑ کو ان کے تمام خاندان کے ساتھ مصر بلالیا۔ جب وہ مصر میں یوسفؑ کے تخت کے سامنے حاضر ہوئے، تو گیارہ بھائیوں، سورج (والد) اور چاند (والدہ) نے حضرت یوسفؑ کو سجدہ کیا (یہ سجدہ تعظیمی تھا، عبادت کا نہیں)۔ اس طرح یوسفؑ کے بچپن کا خواب پورا ہوا۔

Clubb of Quality Content

حضرت یوسف علیہ السلام نے صبر، توکل، عفت اور معافی کی ایک ایسی مثال قائم کی، جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپؑ نے ساری زندگی توحید کی تبلیغ کی اور ایک عادل بادشاہ کی حیثیت سے حکومت کی۔

✧----✧----✧

حضرت ایوب علیہ السلام: صبرِ ایوبی کی لازوال داستان

حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ صبر، استقامت اور اللہ پر کامل بھروسے کی وہ بے نظیر مثال ہے جس کی وجہ سے انہیں "صابرین" (صبر کرنے والوں) کا امام کہا جاتا ہے۔ آپ کی آزمائشیں، مال و اولاد کی قربانی اور جسمانی تکالیف کا طویل دور انسانی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔

ا۔ ابتدائی زندگی اور نعمتوں کی فراوانی

نسب اور مقام: حضرت ایوب علیہ السلام کا نسب حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ملتا ہے۔ آپ اردن اور شام کے درمیان ایک علاقے میں رہتے تھے اور اللہ نے آپ کو نبوت کے شرف کے ساتھ دنیاوی نعمتوں سے بھی خوب نوازا تھا۔

خوشحالی: آپ کو بے پناہ مال و دولت، وسیع زمینیں، باغات، مویشیوں کے بڑے ریوڑ اور درجنوں اولاد عطا ہوئی تھی۔ آپ ایک شفیق، سخی اور نیک دل انسان تھے۔ آپ ہمیشہ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کا خیال رکھتے اور اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے تھے۔ آپ کا گھرانہ ایمان، تقویٰ اور خوشحالی کا بہترین نمونہ تھا۔

۲۔ آزمائش کا آغاز: شیطان کا چیلنج

ابلیس (شیطان) نے جب دیکھا کہ حضرت ایوبؑ ہر حال میں اللہ کے شکر گزار رہتے ہیں اور کسی نعمت کی کمی پر بھی شکایت نہیں کرتے، تو وہ اللہ کے حضور حاضر ہوا اور کہا:

"اے رب! ایوب تیری عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ تو نے انہیں دنیا کی ہر آسائش دے رکھی ہے۔ اگر تو ان کی یہ نعمتیں چھین لے، تو یہ تیرے شکر گزار نہیں رہیں گے اور فوراً تیرے شکوے کرنے لگیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے، جو ایوبؑ کے ایمان اور صبر کو خوب جانتے تھے، شیطان کو یہ اجازت دی کہ وہ ایوبؑ کے مال و اولاد کو نقصان پہنچا سکتا ہے، لیکن ان کی ذات اور ایمان پر اس کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

Clubb of Quality Content

۳۔ نعمتوں کا چھن جانا اور اولاد کی قربانی

شیطان نے اجازت ملتے ہی اپنی پوری طاقت صرف کر دی۔ یکے بعد دیگرے حضرت ایوبؑ کی تمام نعمتیں چھن گئیں۔

مال کا نقصان: آپ کے مویشیوں کے تمام ریوڑ یا تو ہلاک کر دیے گئے یا چوری ہو گئے۔ آپ کے باغات تباہ ہو گئے اور ساری جائیداد جاتی رہی۔

اولاد کی ہلاکت: ایک دن جب آپ کی تمام اولاد ایک مکان میں اکٹھی تھی، تو وہ مکان اچانک منہدم ہو گیا اور آپ کے سارے بیٹے اور بیٹیاں ہلاک ہو گئیں۔

صبر ایوبی کا پہلا اظہار: جب یہ تمام بھیانک خبریں حضرت ایوبؑ تک پہنچیں تو آپ نے نہ تو کوئی آہ بھری اور نہ ہی تقدیر کا شکوہ کیا۔ بلکہ آپ نے سجدے میں سر رکھا اور تاریخی جملہ فرمایا:

"اے میرے رب! یہ مال بھی تیرا تھا اور اولاد بھی تیری تھی۔ تو نے ہی عطا کیا تھا اور تو ہی نے واپس لے لیا ہے۔ تیرا شکر ہے اور تیری تعریف ہے، مالک! میں ہر حال میں تیری رضا پر راضی ہوں۔"

۴۔ شدید جسمانی بیماری اور لوگوں کی دوری

مال و اولاد کی آزمائش میں ناکامی کے بعد شیطان نے اللہ سے حضرت ایوبؑ کی ذات کو آزمانے کی اجازت مانگی اور کہا: "یہ اپنی جان سے بہت محبت کرتے ہیں، اگر جسم ہی تکلیف میں مبتلا ہو جائے تو یہ یقیناً شکوہ کریں گے!"

اللہ نے اس کی اجازت دی، مگر شرط یہی رہی کہ روح اور دل (ایمان) پر کوئی اختیار نہیں ہو گا۔

بیماری کی شدت: حضرت ایوب علیہ السلام فوراً ایک شدید اور طویل بیماری میں مبتلا ہو گئے، جس نے ان کے پورے جسم کو گھیر لیا۔ وہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی قاصر ہو گئے اور جسم میں زخم (پھوڑے) ہو گئے۔ (روایات کے مطابق یہ بیماری سات سے اٹھارہ سال تک جاری رہی)۔

لوگوں کی دوری: ان کی بیماری کی وجہ سے لوگوں نے، یہاں تک کہ دوست احباب نے بھی، انہیں تنہا چھوڑ دیا۔ وہ شہر سے باہر ایک جھونپڑی میں اپنی وفا شعار بیوی کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کی بیوی نے ہر حال میں ان کی خدمت جاری رکھی اور ان کا حوصلہ بڑھاتی رہیں۔

اس طویل اور تنہائی کے دور میں بھی حضرت ایوبؑ کی زبان پر صرف شکر اور ذکرِ الٰہی جاری رہا۔

۵۔ دعا، شفا اور نعمتوں کی واپسی

جب بیماری، تنہائی اور تکلیف کی مدت بہت زیادہ بڑھ گئی اور ابلیس کو یقین ہو گیا کہ ایوبؑ کبھی شکایت نہیں کریں گے، تب حضرت ایوبؑ نے خود اپنے لیے اللہ سے دعا کی، لیکن اس دعا میں بھی شکوہ نہیں تھا۔ آپؑ نے نہایت عاجزی سے فرمایا:

"اے میرے رب! مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔" (سورۃ الانبیاء: ۸۳)

اس دعا میں نہ تو مال مانگا گیا، نہ اولاد، اور نہ ہی بیماری کی شکایت کی گئی۔ یہ صرف اللہ کی رحمت کا حوالہ تھا۔

شفاء کا معجزہ: اللہ نے آپ کی دعا کو فوراً قبول فرمایا اور حکم دیا:

"اپنا پاؤں زمین پر مارو! یہ ٹھنڈا پانی ہے، اس سے غسل کرو اور اس کا پانی پیو۔"

حضرت ایوبؑ نے اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے زمین پر پاؤں مارا تو وہاں سے ایک ٹھنڈا چشمہ پھوٹ پڑا۔ جیسے ہی آپ نے اس سے غسل کیا اور پانی پیا، آپ کے جسم کی تمام بیماریاں ختم ہو گئیں اور آپ پہلے سے زیادہ صحت مند ہو گئے!

نعمتوں کی واپسی: اللہ تعالیٰ نے نہ صرف آپ کو جسمانی شفا دی، بلکہ دنیاوی نعمتیں بھی واپس لوٹا دیں۔ آپ کا سارا مال و دولت پہلے سے دوگنا کر دیا گیا۔ آپ کی اولاد بھی لوٹا دی گئی (آپ کے ہلاک شدہ بچے آخرت میں جنت میں ان کے ساتھ ہوں گے، جبکہ دنیا میں ان کو مزید اولاد عطا کی گئی)۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا یہ قصہ ہر اس شخص کے لیے حوصلہ ہے جو مصیبت اور آزمائش میں گھر جائے، کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے کہ "بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا"۔ اور حضرت ایوبؑ نے یہ ثابت کر دیا کہ انسان کسی بھی حالت میں اللہ کا وفادار رہ سکتا ہے۔

✧----✧----✧

حضرت شعیب علیہ السلام: عدل، پیمانہ اور قومِ مدین کا انجام

حضرت شعیب علیہ السلام اللہ کے عظیم پیغمبر تھے جنہیں قومِ مدیَن اور بعد ازاں اَیکہ والوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔ آپ کو "خطیب الانبیاء" (پیغمبروں کا خطیب) کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کے خطاب میں بلاغت، دلائل اور نصیحت کا زور کمال درجے کو پہنچا ہوا تھا۔

۱۔ قومِ مدین کا تعارف اور ان کے گناہ

مقام: قومِ مدین حجاز اور شام کے درمیان سمندر کے کنارے ایک تجارتی راستے پر آباد تھی۔ یہ علاقہ تجارت کے لیے ایک اہم گزرگاہ تھا اور یہاں کی زمین زرخیز تھی۔

قوم کا جرم: اللہ نے اس قوم کو معاشی خوشحالی عطا کی تھی، لیکن وہ دو بڑے گناہوں میں مبتلا تھے.

شرک اور بت پرستی: وہ توحید کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے تھے۔

معاشی بددیانتی (تخفیفِ کیل ووزن): ان کا سب سے بڑا جرم ناپ تول میں کمی کرنا تھا۔ جب وہ لوگوں کو سامان بیچتے تو پیمانے بھر کر دیتے، اور جب ان سے خریدتے تو پیمانے خالی رکھتے۔ اس طرح وہ لوگوں کا مال ڈنڈی مار کر کھاتے اور زمین میں فساد برپا کرتے تھے۔

۲۔ حضرت شعیبؑ کی دعوت اور دلائل

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو انہی کی قوم میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے حکمت اور نرمی سے اپنی قوم کو مخاطب کیا۔

توحید کی دعوت:

"اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔"

معاشی عدل کا مطالبہ:

"اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دیا کرو اور نہ زمین میں فساد مچاؤ! اللہ کا دیا ہوا جو رزق ہے وہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔" (سورۃ ہود: ۸۵)

حضرت شعیبؑ نے انہیں سمجھایا کہ عدل و انصاف سے تجارت کرنا ہی اصل برکت کا باعث ہے، اور اگر وہ ناپ تول میں کمی کرتے رہے تو ان کی پوری معیشت تباہ ہو جائے گی۔ آپ نے انہیں قومِ نوح، قومِ عاد اور قومِ ثمود کے انجام سے بھی ڈرایا۔

۳۔ قوم کا غرور اور تمسخر

قومِ مدین، جو اپنی تجارت اور دولت پر مغرور تھی، نے حضرت شعیبؑ کا مذاق اڑایا اور ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔

رد عمل: اُلٹا چیلنج: قوم نے کہا: "کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ اور یہ کہ ہم اپنے مال واسباب میں اپنی مرضی نہ کر سکیں؟ بے شک تم ہی بہت عقلمند اور ہدایت یافتہ ہو۔" (یہ طنزیہ انداز تھا)

دھمکی: انہوں نے حضرت شعیبؑ اور ایمان لانے والوں کو دھمکی دی کہ وہ انہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے، یا انہیں دوبارہ ان کے ملت (آبائی دین) میں واپس آنا پڑے گا۔

۴۔ قومِ اَیکہ کی طرف تبلیغ

جب قومِ مدین کا فساد بہت بڑھ گیا اور ان کے سرداروں نے سختی اختیار کی، تو حضرت شعیب علیہ السلام قومِ مدین کو چھوڑ کر قریبی بستی اَیکہ (گھنے جنگلات کے لوگ) کی طرف بھی گئے، جہاں کے لوگ بھی معاشی بددیانتی اور شرک میں مبتلا تھے۔ عقل کی کمزوری کا الزام: قوم کے سرداروں نے کہا: "اے شعیب! ہمیں تمہاری بہت سی باتیں سمجھ نہیں آتیں، اور ہم تمہیں کمزور سمجھتے ہیں۔ اگر تمہارے قبیلے کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے! اور یاد رکھو، ہم تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔"

قوم نے کہا: "کیا تمہاری نماز تمہیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ اور یہ کہ ہم اپنے مال واسباب میں اپنی مرضی نہ کر سکیں؟ بے شک تم ہی بہت عقلمند اور ہدایت یافتہ ہو۔"

انہوں نے حضرت شعیبؑ اور ایمان لانے والوں کو دھمکی دی کہ وہ انہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے، یا انہیں دوبارہ ان کے ملت (آبائی دین) میں واپس آنا پڑے گا۔

۴۔ قومِ اَیکہ کی طرف تبلیغ

جب قومِ مدین کا فساد بہت بڑھ گیا اور ان کے سرداروں نے سختی اختیار کی، تو حضرت شعیب علیہ السلام قومِ مدین کو چھوڑ کر قریبی بستی اَیکہ (گھنے جنگلات کے لوگ) کی طرف بھی گئے، جہاں کے لوگ بھی معاشی بددیانتی اور شرک میں مبتلا تھے۔
قومِ اَیکہ کے لوگوں کا ردِعمل بھی مدین والوں سے کچھ مختلف نہ تھا، انہوں نے بھی حضرت شعیبؑ کو جھٹلایا اور عذاب کا مطالبہ کیا۔

Clubb of Quality Content

۵۔ عذاب کا نزول اور انجام

جب حضرت شعیب علیہ السلام نے دیکھا کہ دونوں قومیں کسی صورت ایمان لانے پر تیار نہیں ہیں اور ان کی ناپ تول میں کمی عروج پر ہے، تو آپ نے اللہ کے حضور دعا کی۔
اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قوموں پر مختلف نوعیت کا عذاب نازل فرمایا:

قومِ مدین کا انجام:

اللہ نے سب سے پہلے انہیں ایک سخت لرزے اور زلزلے سے دوچار کیا، جس نے ان کے گھروں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد ان پر ایک بھیانک چیخ (صیحہ) نازل ہوئی، جو اتنی شدید تھی کہ ان کے دل اور گردے پھٹ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمام لوگ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے اور ایک لمحے میں ان کا وجود مٹ گیا۔ (سورۃ ہود)

قومِ اَیکہ کا انجام:

چونکہ قومِ اَیکہ کے گناہ کچھ مختلف تھے، اس لیے ان پر عذاب کی کیفیت مختلف تھی۔ اللہ نے ان پر سایہ دار بادلوں کے دن میں عذاب نازل کیا۔ آسمان پر کالے بادل چھا گئے جنہیں دیکھ کر وہ خوش ہوئے کہ اب بارش ہو گی۔

لیکن ان بادلوں سے آگ کے شعلے اور چنگاریاں برسیں، اور زمین پر شدید گرمی اور تپش چھا گئی۔ آخرکار، ایک دہشت ناک آواز نے ان کے حواس ختم کر دیے اور وہ اپنے گھروں میں جڑوں سے اکھڑے ہوئے پڑے رہ گئے۔

نجات:

Clubb of Quality Content

حضرت شعیب علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے لوگ اللہ کی رحمت سے اس عذاب سے محفوظ رہے اور وہاں سے ہجرت کر گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا یہ قصہ ہمیں معاشی دیانت، عدل و انصاف کی اہمیت اور ہر حال میں اللہ کی توحید پر قائم رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔اللہ نے معاشی بگاڑ کو بھی اتنا بڑا جرم قرار دیا کہ اس پر قوم کو نیست و نابود کر دیا۔

✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت موسیٰ علیہ السلام: کلیم اللہ اور فرعون سے مقابلہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام، جنہیں اللہ نے "کلیم اللہ" (اللہ سے کلام کرنے والا) کا لقب دیا، اولوالعزم پیغمبروں میں سے ایک ہیں اور ان کا قصہ تاریخِ انسانی کے عظیم ترین معجزات، آزادی کی جدوجہد اور نبوت کی سختیوں سے بھرا ہوا ہے۔ آپؑ کی بعثت بنی اسرائیل کی رہنمائی اور فرعون کے ظلم سے نجات کے لیے ہوئی۔

ا۔ پیدائش اور فرعون کا خوف

فرعون کا ظلم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش مصر میں اس وقت ہوئی جب وہاں کا حکمران فرعون انتہائی متکبر اور ظالم تھا۔ فرعون کو نجومیوں نے بتایا تھا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والا ایک لڑکا اس کی بادشاہت کے زوال کا سبب بنے گا۔ اس خوف سے فرعون نے حکم دیا تھا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے تمام لڑکوں کو قتل کر دیا جائے۔

پیدائش اور صندوق میں ڈالنا: جب حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ کو اللہ نے وحی (الہام) کے ذریعے حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ایک صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں بہا دیں اور غم نہ کریں۔ اللہ کا وعدہ تھا کہ وہ بچے کو واپس لائیں گے اور اسے پیغمبر بنائیں گے۔

فرعون کے گھر میں پرورش: یہ صندوق بہتا ہوا فرعون کے محل تک پہنچا، جہاں سے فرعون کی بیوی آسیہ نے اسے نکالا۔ اللہ نے آسیہ کے دل میں موسیٰؑ کی محبت ڈال دی، اور اس نے فرعون کو قائل کر

لیا کہ وہ اس بچے کو قتل نہ کرے۔یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے گھر میں ہوئی، جو اس بات سے بے خبر تھا کہ وہ اپنے دشمن کو خود پال رہا ہے۔

۲۔مدین کی طرف ہجرت اور نبوت

ہجرت: بڑے ہو کر، ایک دن حضرت موسیٰؑ نے ایک جھگڑے میں ایک قبطی (فرعون کی قوم کا آدمی) کو مارا، جو ایک اسرائیلی پر ظلم کر رہا تھا۔اس قتل کے بعد، فرعون کے انتقام کے ڈر سے آپ مصر چھوڑ کر مدین کی طرف ہجرت کر گئے۔

شعیبؑ سے ملاقات: مدین میں آپ نے اللہ کے پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کی مدد کی اور پھر حضرت شعیبؑ کی بیٹی سے شادی کر لی۔آپ نے وہاں کئی سال بکریاں چرائیں اور نبوت کی تیاری کی۔

کوہِ طور پر کلام (کلیم اللہ): مدین میں کئی سال گزارنے کے بعد، حضرت موسیٰؑ اپنے خاندان کے ساتھ مصر واپس آرہے تھے کہ راستے میں کوہِ طور (کوہ سیناء) کے قریب آپ کو آگ کا شعلہ نظر آیا۔جب آپ اس کی طرف بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے ہمکلامی فرمائی اور آپ کو نبوت عطا کی۔

۳۔فرعون کے دربار میں معجزات کا اظہار

ہارونؑ کی معاونت: حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے دعا کی کہ ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی ان کا مددگار اور ساتھی نبی بنا کر بھیجا جائے، کیونکہ حضرت موسیٰؑ کی زبان میں لکنت تھی۔ اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی۔

معجزات کے ساتھ حاضری: دونوں بھائی فرعون کے دربار میں گئے اور اسے توحید کی دعوت دی اور مطالبہ کیا کہ بنی اسرائیل کو ان کے ساتھ جانے دیا جائے۔ فرعون نے ان کا مذاق اڑایا اور آپ سے ثبوت (معجزہ) طلب کیا۔

حضرت موسیٰؑ نے دو بڑے معجزے دکھائے:

عصا (لاٹھی) کا اژدہا بن جانا: حضرت موسیٰؑ نے لاٹھی پھینکی تو وہ ایک خوفناک اژدہے میں تبدیل ہو گئی، اور جب واپس پکڑا تو لاٹھی بن گئی۔

یدِ بیضاء (روشن ہاتھ): آپ نے اپنا ہاتھ اپنی بغل میں ڈالا اور جب باہر نکالا تو وہ بغیر کسی بیماری کے چمکتا ہوا سفید ہو گیا، گویا نور ہو۔

فرعون نے ان معجزات کو جادو قرار دیا اور ملک کے تمام بڑے جادوگروں (ساحروں) کو مقابلہ کے لیے جمع کیا۔ مقررہ دن، جادوگروں نے رسیوں اور لاٹھیوں کو سانپوں کی شکل میں تبدیل کیا، لیکن حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی نے ان تمام جھوٹے سانپوں کو نگل لیا۔ اس معجزے کو دیکھ کر جادوگر فوراً ایمان لے آئے اور سجدے میں گر پڑے۔

۴۔بنی اسرائیل کی رہائی اور فرعون کی ہلاکت

پہلے نو عذاب: فرعون کے مسلسل انکار اور ظلم کے سبب اللہ تعالیٰ نے مصر پر یکے بعد دیگرے نو بڑے عذاب نازل کیے (جن میں ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک، خون اور طوفان شامل تھے)۔ہر عذاب کے بعد فرعون وعدہ کرتا کہ وہ بنی اسرائیل کو جانے دے گا، لیکن عذاب ٹلتے ہی وہ عہد توڑ دیتا تھا۔

نجات کا حکم: آخر کار، اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت مصر سے ہجرت کر جائیں۔

دریائے نیل کا معجزہ: جب بنی اسرائیل نے ہجرت کی تو فرعون ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کرنے لگا۔بنی اسرائیل جب دریائے نیل کے کنارے پہنچے تو سامنے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا۔وہ گھبرا گئے۔تب حضرت موسیٰؑ نے اللہ کے حکم سے اپنا عصا سمندر پر مارا۔سمندر میں بارہ خشک راستے بن گئے اور پانی دونوں طرف پہاڑوں کی طرح کھڑا ہو گیا۔بنی اسرائیل ان راستوں سے پار ہو گئے۔

فرعون کا انجام: جب فرعون اور اس کا لشکر ان خشک راستوں پر بیچ میں پہنچا تو اللہ کے حکم سے پانی دوبارہ مل گیا اور فرعون اپنے پورے لشکر سمیت ڈوب کر ہلاک ہو گیا۔مرتے وقت فرعون نے ایمان لانے کا دعویٰ کیا، مگر وہ قبول نہ ہوا کیونکہ اس نے عذاب دیکھ کر ایمان قبول کیا تھا۔

۵۔توحید کی تعلیم اور بنی اسرائیل کا بھٹکنا

تورات کا نزول: فرعون سے نجات پانے کے بعد، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے تورات عطا ہوئی۔ آپ کو کوہِ طور پر چالیس دن کی عبادت کے لیے بلایا گیا، جہاں اللہ نے آپ سے براہِ راست کلام کیا (اسی لیے کلیم اللہ کہلائے)۔

بچھڑے کی پوجا: حضرت موسیٰؑ کی غیر موجودگی میں، بنی اسرائیل نے سامری نامی ایک شخص کے بہکاوے میں آکر سونے کے زیورات سے بچھڑے کا بت بنایا اور اس کی پوجا شروع کر دی۔ جب موسیٰؑ واپس آئے تو اس شرک پر انتہائی غضب ناک ہوئے اور بچھڑے کو جلا کر دریا میں بہادیا۔

ارضِ مقدسہ کی طرف سفر: حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو ارضِ مقدسہ (بیت المقدس) میں داخل ہونے کا حکم دیا، مگر بنی اسرائیل نے اپنی بزدلی اور نافرمانی کی وجہ سے لڑنے سے انکار کر دیا۔ اس سزا میں، اللہ نے انہیں چالیس سال تک سینا کے میدان میں بھٹکنے (تیہ کی وادی) کی سزا دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی پوری زندگی ان بھٹکے ہوئے اور نافرمان لوگوں کو توحید کی تعلیم دینے، ان کے دلوں کو پاک کرنے اور انہیں وعدہ شدہ سرزمین کی طرف لے جانے میں صرف کر دی۔ آپ کی وفات اسی سفر کے دوران ہوئی۔ آپ کے بعد حضرت یوشع بن نون نے بنی اسرائیل کی قیادت کی اور انہیں ارضِ مقدسہ میں داخل کیا۔

✧✧✧✧

حضرت ہارون علیہ السلام: فصاحت، معاونت اور بھائی کا ساتھ

حضرت ہارون علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ ان کا پورا قصہ حضرت موسیٰؑ کے قصے سے جڑا ہوا ہے، کیونکہ اللہ نے انہیں حضرت موسیٰؑ کے لیے معاون، وزیر اور شریکِ نبوت بنا کر بھیجا تھا۔ آپ کو آپ کی بلاغت اور فصاحت کی وجہ سے خاص مقام حاصل ہے۔

ا۔ پیدائش اور موسیٰؑ کے لیے دعا

بنی اسرائیل سے تعلق: حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بنی اسرائیل کے لاوی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ حضرت موسیٰؑ سے تین سال بڑے تھے اور فرعون کے لڑکے مارنے کے حکم سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔

موسیٰؑ کی دعا اور ہارونؑ کی شمولیت: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر نبوت عطا کی اور فرعون کے دربار میں جانے کا حکم دیا، تو حضرت موسیٰؑ نے اللہ کے حضور ایک التجا کی:

"میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح اللسان (صاف گو) ہیں، تو انہیں بھی میرا مددگار اور وزیر بنا کر میرے ساتھ بھیج دے، تاکہ وہ میری زبان کی لکنت کے باعث میری حمایت کریں اور میری رسالت کو واضح کریں۔" (سورۃ طٰہٰ: ۲۹-۳۴)

اللہ تعالیٰ نے فوراً یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شریک اور معاون بنا دیا، اور یوں ایک ہی وقت میں دو پیغمبروں کو ایک ہی مشن پر مامور کیا۔

۲۔ فرعون کے دربار میں معاونت

فصاحت کا کردار: حضرت ہارون علیہ السلام کی سب سے اہم خصوصیت ان کی بلاغت اور فصاحت تھی۔ جب حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ فرعون کے دربار میں توحید کی دعوت لے کر حاضر ہوئے اور فرعون نے موسیٰؑ کو ان کے بچپن کے قتل اور لکنت کا طعنہ دیا، تو حضرت ہارونؑ نے اپنی روانیٔ گفتگو اور قوتِ استدلال سے بھائی کا بھرپور ساتھ دیا۔

مشترکہ جدوجہد: فرعون سے مقابلہ، جادوگروں سے مباحثہ، اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکالنے تک کی تمام جدوجہد میں حضرت ہارون علیہ السلام ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شانہ بشانہ کھڑے رہے۔ وہ بزدل بنی اسرائیل کو حوصلہ دیتے اور انہیں اللہ کے احکامات کی پیروی کی ترغیب دیتے تھے۔

۳۔ بچھڑے کی پوجا اور ہارونؑ کا صبر

یہ حضرت ہارون علیہ السلام کی زندگی کا سب سے بڑا اور مشکل ترین واقعہ ہے۔

فرعون کی ہلاکت کے بعد، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر چالیس دن کی عبادت اور تورات حاصل کرنے کے لیے بلایا۔ جاتے ہوئے حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کو خلیفہ اور بنی اسرائیل کی دیکھ بھال کا نگران مقرر کیا تھا۔

حضرت موسیٰؑ کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، سامری نامی ایک شخص نے بنی اسرائیل کے زیورات اکٹھے کیے اور ان سے ایک بچھڑے کا بت بنا دیا، جس میں سے ہوا گزرنے پر آواز آتی تھی۔ وہ یہ بتانے لگا کہ یہی تمہارا اور موسیٰؑ کا خدا ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے فوراً اس شرک کو دیکھا اور پوری طاقت سے بنی اسرائیل کو روکا:

"اے میری قوم! تم تو اس بچھڑے کے ذریعے آزمائش میں ڈال دیے گئے ہو! اور تمہارا حقیقی معبود تو رحمن ہے، پس تم میری اطاعت کرو!"

مگر بنی اسرائیل نے حضرت ہارونؑ کی ایک نہ سنی، اور ان پر غلبہ پا لیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم موسیٰؑ کے واپس آنے تک اس کی پوجا کرتے رہیں گے۔

موسیٰؑ کا غضب: جب حضرت موسیٰؑ واپس آئے اور اپنی قوم کو شرک میں مبتلا دیکھا، تو وہ انتہائی غضب ناک ہوئے۔ انہوں نے تورات کی تختیاں پھینک دیں اور غصے میں آ کر اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لیے۔

ہارونؑ کا دفاع اور معذرت:

Clubb of Quality Content

حضرت ہارونؑ نے عاجزی سے کہا:

"اے میرے ماں جائے بھائی! اس قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ یہ مجھے قتل کر دیتے! سو تو مجھ پر دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دے اور مجھے ان ظالموں میں شامل نہ کر!"

حضرت موسیٰؑ نے جب دیکھا کہ ہارونؑ نے اپنی حد تک پوری کوشش کی تھی، لیکن قوم نے انہیں مغلوب کر دیا تھا، تو انہوں نے اپنے بھائی کو چھوڑ دیا اور اپنے اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کی۔ اس واقعے نے حضرت ہارون علیہ السلام کے انتہائی صبر اور بے بسی کی حالت کو واضح کیا۔

۴۔ بنی اسرائیل کی بھٹکنے کی سزا

حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر سینا کے میدان میں چالیس سال کے تیہ (بھٹکنے) کے دوران بھی بنی اسرائیل کو توحید کی تعلیم دی اور ان کی نافرمانیوں کو برداشت کیا۔ آپ نے ہمیشہ اپنے بڑے بھائی کا ساتھ دیا اور رسالت کے عظیم بوجھ کو اٹھانے میں ان کا دست و بازو بنے رہے۔

وفات:

حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات بھی اسی چالیس سالہ دورانِ تیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کچھ عرصہ قبل ہو گئی۔ آپ کی وفات "کوہِ ہور" پر ہوئی اور حضرت موسیٰؑ نے خود ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت ہارون علیہ السلام کا کردار نبوت اور رسالت کی تاریخ میں ایک عظیم معاون اور شریکِ کار کا ہے، جو سچائی کی راہ میں ہمیشہ فصاحت اور استقامت کا چراغ جلائے رہے۔

✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت ذوالکفل علیہ السلام: صبر اور عہد کی پاسداری کا نمونہ

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں دو مختصر آیات میں آیا ہے۔ اگرچہ ان کے بارے میں تاریخی تفصیلات بہت کم ملتی ہیں، لیکن قرآن آپ کو صبر، راست بازی اور عہد کی پاسداری کے ایک اعلیٰ نمونے کے طور پر پیش کرتا ہے۔ آپ کا اصل نام مختلف روایات میں مختلف ملتا ہے، مگر آپ اپنے لقب "ذوالکفل" سے زیادہ مشہور ہوئے۔

ا۔ لقب کا مفہوم اور قرآن میں ذکر

لقب ذوالکفل:

"ذوالکفل" کا مطلب ہے "کفالت کا مالک" یا "ضمانت لینے والا"۔ یہ لقب ان کو کسی بڑے عہد یا ضمانت کو پورا کرنے کی وجہ سے ملا۔

قرآن میں مقام: اللہ تعالیٰ نے آپ کو سورۃ الانبیاء میں حضرت ادریس اور حضرت ایوب علیہما السلام کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اور ان سب کو صبر کرنے والے اور رحمت الٰہی میں داخل ہونے والے قرار دیا ہے:

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ۔ وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا۔ إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ

Clubb of Quality Content

"اور اسماعیل کو، اور ادریس کو، اور ذوالکفل کو یاد کرو، یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا، بے شک وہ صالحین (نیک لوگوں) میں سے تھے۔" (الانبیاء: ۸۵-۸۶)

۲۔ روایات کی روشنی میں اہم واقعہ (عہد کی پاسداری)

مفسرین اور سیرت نگاروں نے حضرت ذوالکفل علیہ السلام کو یہ لقب ملنے کے پس منظر میں ایک واقعہ بیان کیا ہے، جو ان کی اخلاقی عظمت کو اجاگر کرتا ہے۔

معاہدۂ حکومت: کہا جاتا ہے کہ حضرت الیسع علیہ السلام جب بوڑھے ہوئے تو انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: "میں تم میں سے کسی کو اپنا خلیفہ (جانشین) مقرر کرنا چاہتا ہوں، بشرطیکہ وہ شخص مجھ سے تین باتوں کا عہد کرے اور انہیں نبھا کر دکھائے۔

دن بھر روزہ رکھے گا بغیر کسی شرعی رخصت کے توڑے۔

رات بھر قیام اللیل (عبادت) کرے گا، یعنی سوئے گا نہیں۔

غصے پر مکمل قابو رکھے گا، غصہ بالکل نہیں کرے گا۔

عہد کا قبول کرنا: قوم کے بہت سے لوگ خاموش رہے، کیونکہ یہ شرطیں بہت سخت تھیں۔ تب ایک نوجوان شخص کھڑا ہوا اور اس نے تینوں شرائط پوری کرنے کا عہد کیا۔ الیسع علیہ السلام نے اسے اپنا خلیفہ بنا دیا۔ یہ وہی جوان تھے جو بعد میں ذوالکفل کہلائے۔

شیطان کی آزمائش: جب شیطان یا شیطان کا بھیجا ہوا نمائندہ نے دیکھا کہ یہ جوان پیغمبر اپنے عہد کی سختی سے پاسداری کر رہا ہے، تو اس نے سوچا کہ اسے غصہ دلا کر یا اس کی عبادت میں خلل ڈال کر اسے اس کے عہد سے پھیر دیا جائے۔

پہلا دن:

وہ شخص رات بھر عبادت کرتا رہا اور اگلے دن روزہ رکھ کر آرام کر رہا تھا کہ شیطان ایک مسافر کے بھیس میں دروازہ کھٹکھٹایا۔ ذوالکفلؑ نے پوچھا: "کیا معاملہ ہے؟" اس نے کہا: "میرا سامان چھین لیا گیا ہے اور میں نے فلاں شخص سے کفالت (ضمانت) لی تھی، وہ بھی تباہ ہو گئی، اب وہ مجھے مارنے کے درپے ہے۔" حضرت ذوالکفلؑ نے فرمایا: "پھر آؤ اور اپنا دعویٰ پیش کرو۔" شیطان نے کہا: "میں ابھی آتا ہوں، آپ بس میرا انتظار کرنا۔" وہ غائب ہو گیا۔

Clubb of Quality Content

دوسرا اور تیسرا دن:

اگلی رات آپ عبادت میں مشغول رہے اور اگلے دن روزہ سے آرام کر رہے تھے کہ شیطان پھر آیا اور وہی کہانی سنائی۔ ایسا تین دن تک ہوتا رہا۔ ہر بار شیطان آپ کو بے وقت اور بے جا تنگ کرتا تاکہ آپ کا صبر ٹوٹ جائے اور آپ کو غصہ آ جائے۔

تیسرے دن کے بعد، جب حضرت ذوالکفلؑ بہت تھک چکے تھے اور شیطان نے دوبارہ آکر وہی شکایت کی، تو آپؑ نے انتہائی صبر اور غصے پر قابو رکھتے ہوئے فرمایا: "اگر تمہارا دعویٰ سچا ہے تو تم

عدالت میں آکر اپنا مقدمہ کیوں نہیں پیش کرتے؟ شیطان مایوس ہو گیا اور اعتراف کیا کہ وہ کئی دنوں سے آپ کو آپ کے عہد سے پھیرنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن آپ نے ہر حال میں اپنے غصے کو ضبط کیا اور رات کی عبادت اور دن کے روزے کو پورا کیا۔

لقب کا حصول: اس عظیم صبر اور عہد کی مضبوط پاسداری کی بنا پر، آپ کو "ذوالکفل" (ضمانت کو پورا کرنے والا) کا لقب دیا گیا اور آپ کی زندگی کا اختتام بھی صالحین میں ہوا۔

۳۔ حضرت ذوالکفلؑ کے قصے کی اہمیت

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا یہ مختصر واقعہ ہمیں دو بنیادی اخلاقی سبق دیتا ہے۔

عہد و پیمان کی حرمت: اللہ کے نیک بندے اپنے عہد اور ضمانت کو ہر قیمت پر پورا کرتے ہیں، چاہے اس میں کتنی بھی مشقت یا آزمائش ہو۔

غصے پر قابو (ملکۂ صبر): غصہ ایک فطری جذبہ ہے، لیکن ایک مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ مشکل ترین حالات میں بھی اپنے غصے کو پی جاتا ہے اور اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ اسی لیے قرآن نے آپ کو "صابرین" میں شامل کیا۔

✧✧✧✧

Clubb of Quality Content

حضرت داؤد علیہ السلام: بادشاہت، حکمت اور آہنگِ زبور

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے جلیل القدر پیغمبر، حضرت یعقوبؑ کی نسل سے اور بنی اسرائیل کے ایک عظیم بادشاہ بھی تھے۔ آپ کی زندگی ایک چرواہے کے بیٹے سے ایک طاقتور حکمران اور نبی بننے کا سفر ہے، جو شجاعت، حکمت اور سُریلی آواز کے معجزات سے بھری ہوئی ہے۔

ا۔ شجاعت کا آغاز: جالوت سے مقابلہ

بنی اسرائیل کی پریشانی: حضرت موسیٰؑ کے بعد ایک عرصے تک بنی اسرائیل پر طاقتور قوموں کا غلبہ رہا۔ اس دور میں، ان پر فلسطینیوں کا ایک ظالم اور قد آور سردار جالوت حملہ آور ہوا، جس کی فوجیں بنی اسرائیل پر ظلم کر رہی تھیں۔

جب بنی اسرائیل کا بادشاہ طالوت لشکر لے کر نکلا تو جالوت نے لشکر کو للکارا کہ جو کوئی بھی اُس سے تنہا مقابلہ کرے گا، وہ جنگ جیت جائے گی۔ جالوت کی ہیبت اور قد و قامت کے سامنے کوئی بھی کھڑا ہونے کو تیار نہ تھا۔

داؤدؑ کی آمد: اسی دوران، ایک کم عمر چرواہا نوجوان داؤدؑ اپنے بھائیوں کے لیے سامان لے کر لشکر میں حاضر ہوا۔ داؤدؑ کے دل میں ایمان کی ایک عجیب قوت تھی۔ انہوں نے طالوت سے درخواست کی کہ وہ انہیں جالوت سے لڑنے کی اجازت دیں۔

جالوت کا قتل: جالوت کے پاس زرہ، تلوار اور ہر طرح کا ساز و سامان تھا۔ حضرت داؤدؑ کے پاس صرف ایک گوپھن (پتھر پھینکنے کا آلہ) اور کچھ پتھر تھے۔ جالوت نے داؤدؑ کا مذاق اڑایا۔ مگر حضرت داؤدؑ نے اللہ کا نام لیا، گوپھن میں پتھر ڈالا اور اسے جالوت کی پیشانی پر نشانہ بنایا۔ پتھر سیدھا جالوت کی آنکھوں کے بیچ لگا، اور وہ اپنے پورے قد کے ساتھ زمین پر گر کر مر گیا۔

جالوت کے مرنے پر، اس کی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں اور بنی اسرائیل کو ایک واضح فتح حاصل ہوئی۔ اس ایک واقعے نے داؤدؑ کو بنی اسرائیل میں ہیرو بنا دیا۔

۲۔ بادشاہت اور نبوت کا شرف

بادشاہت: جالوت کو قتل کرنے کے بعد، حضرت داؤد علیہ السلام کی عزت اور شہرت آسمان کو چھونے لگی۔ بادشاہ طالوت کی وفات کے بعد، بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنا بادشاہ مقرر کر دیا، اور اللہ نے انہیں نبوت کے شرف سے بھی نوازا۔

حکومت کی خصوصیات: حضرت داؤد علیہ السلام کی حکومت عدل و انصاف کا بہترین نمونہ تھی۔ اللہ نے انہیں نہ صرف حکومت دی، بلکہ ایک عظیم قوتِ فیصلہ (حکمت اور فصل الخطاب) بھی عطا کی، جس کے ذریعے آپ مشکل ترین مقدمات کا فیصلہ فوراً کر دیتے تھے۔

معجزات اور خصوصی عطیات:

لوہے کا نرم ہونا: اللہ نے ان کے لیے لوہے کو نرم کر دیا تھا (جیسے وہ گوندھا ہوا آٹا ہو)۔ آپ بغیر کسی بھٹی کے، ہاتھ سے ہی لوہے کو موڑ کر مکمل اور مضبوط زرہیں بنا لیا کرتے تھے۔ یہ فنِ زرہ سازی ان ہی سے شروع ہوا۔

پہاڑوں اور پرندوں کا تابع ہونا: جب حضرت داؤدؑ زبور کی تلاوت کرتے تو اللہ کے حکم سے پہاڑ اور پرندے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے اور آپ کے سُر پر سر دھنتے تھے۔

زبور کا نزول: اللہ نے آپ پر ایک آسمانی کتاب "زبور" نازل فرمائی، جو حمد و ثنا، تسبیح، نصیحتوں اور دعاؤں پر مشتمل تھی۔

۳۔ عبادت اور زبور کا آہنگ

حضرت داؤد علیہ السلام کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو ان کی غیر معمولی عبادت تھی۔ آپ کو سردیوں میں روزہ رکھنے اور رات کا کچھ حصہ عبادت میں گزارنے میں بہت لذت آتی تھی۔

افضل ترین روزہ و نماز: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت داؤدؑ کی عبادت کو بہترین عبادت قرار دیا ہے۔

نماز: آپ آدھی رات تک سوتے، پھر ایک تہائی رات قیام کرتے، اور آخری چھٹا حصہ پھر آرام فرماتے۔

روزہ: آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے (صومِ داؤدی)۔

حضرت داؤدؑ کی آواز میں ایک ایسا جادو تھا کہ جب وہ زبور کی تلاوت کرتے تو لوگ ان کی آواز سننے کے لیے بے تاب ہو جاتے تھے۔

۴۔آزمائش اور توبہ

قرآن میں آپ کی زندگی کے ایک اہم موڑ کا ذکر بھی ہے، جہاں آپ کو آپ کے فیصلے میں ایک آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔

جھگڑنے والوں کا واقعہ: ایک دن جب حضرت داؤدؑ عبادت میں مشغول تھے، دو شخص دیوار پھلانگ کر آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم انصاف کے لیے آئے ہیں۔ان میں سے ایک نے کہا:

"میرے پاس ننانوے (۹۹) دنبیاں ہیں، اور میرے بھائی کے پاس صرف ایک دنبی ہے۔یہ مجھ سے کہتا ہے کہ وہ ایک بھی مجھے دے دے اور مجھے دبا رہا ہے۔"

حضرت داؤدؑ نے بغیر دوسرے فریق کی بات سنے فیصلہ کر دیا: "اس نے تمہاری ایک دنبی مانگ کر تم پر ظلم کیا ہے۔"

اس کے بعد وہ دونوں غائب ہو گئے، اور حضرت داؤدؑ کو احساس ہوا کہ یہ محض انسان نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے بھیجے گئے فرشتے تھے، جو انہیں ان کے عجلت میں کیے گئے یک طرفہ فیصلے پر متنبہ کرنے آئے تھے۔حضرت داؤدؑ کو یہ احساس ہوا کہ انہوں نے انصاف کا بنیادی اصول (دونوں فریقوں کی بات سننا) چھوڑ دیا ہے۔

آپؑ نے فوراً سجدے میں گر کر توبہ واستغفار کیا اور اللہ کی طرف رجوع کیا۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور انہیں ان کے مقام پر برقرار رکھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک طویل عمر پائی اور آپ کے بعد آپ کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام آپ کے جانشین اور وارث بنے۔ آپ کی زندگی اس بات کا ثبوت ہے کہ ایمان اور طاقت دونوں کو عدل اور حکمت کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے۔

✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت سلیمان علیہ السلام: حکمت، بادشاہت اور غیر معمولی سلطنت

حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر، حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے اور ان کے جانشین تھے۔ آپ کی داستان تاریخ کے صفحات میں حکمت، بے مثال بادشاہت، اور مافوق الفطرت اختیارات کی وجہ سے مشہور ہے۔ اللہ نے آپ کو ایک ایسی سلطنت عطا فرمائی تھی جو انسانوں، جنات، پرندوں اور ہواؤں پر مشتمل تھی۔

ا۔ وراثت اور بے مثال دعا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام سے صرف نبوت ہی نہیں، بلکہ حکمت اور بادشاہت بھی وراثت میں پائی۔ آپ بچپن سے ہی انتہائی ذہین اور معاملہ فہم تھے۔

حضرت داؤدؑ کے فیصلے: ایک دفعہ دو خواتین کے درمیان ایک بچے کی ملکیت کا جھگڑا ہوا۔ حضرت داؤدؑ نے ایک فیصلہ سنایا، لیکن حضرت سلیمانؑ (جو اس وقت چھوٹے تھے) نے اس معاملے میں زیادہ حکمت اور تدبر سے فیصلہ دیا، جس کی اللہ نے بھی تعریف فرمائی۔

بے مثال دعا: بادشاہت ملنے پر، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے ایک ایسی بے مثال دعا مانگی جو ان کے بعد کسی اور کو نہ دی گئی۔

"اے میرے رب! مجھے معاف فرما اور مجھے ایک ایسی بادشاہت عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لیے نہ ہو! بے شک تو ہی بڑا عطا کرنے والا ہے۔" (سورۃ ص: ۳۵)

اللہ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور انہیں تین ایسی منفرد چیزیں عطا کیں۔

ہوا پر اختیار: ہوا ان کے حکم پر تیز رفتاری سے ایک ماہ کا سفر دن بھر میں طے کرتی تھی۔

جنوں پر حکمرانی: سرکش جنات کو ان کے کنٹرول میں کر دیا گیا جو آپ کے حکم پر ہر طرح کے کام کرتے تھے۔

پرندوں کی زبان کا علم: آپ کو پرندوں اور دیگر جانوروں کی گفتگو (منطق الطیر) سمجھنے کا علم عطا ہوا۔

۲۔ غیر معمولی سلطنت اور جنات کا کام

جنوں کی غلامی: حضرت سلیمان علیہ السلام کی سب سے بڑی طاقت جنوں کی اطاعت تھی۔ جن آپ کے لیے بڑے بڑے محل، شیشے کے فرش، مجسمے، حوض جتنے بڑے لگن اور بھاری برتن تعمیر کرتے تھے۔ جو جن حکم عدولی کرتا، اسے سخت سزا دی جاتی۔

تانبے کا چشمہ: اللہ نے ان کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا ایک چشمہ بھی جاری کر دیا تھا، تاکہ وہ تعمیراتی کاموں میں اسے استعمال کر سکیں۔

عدل کی حکمرانی:

اپنی تمام تر طاقت اور وسائل کے باوجود، حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوری زندگی عدل وانصاف اور اللہ کی توحید کی تبلیغ پر خرچ کی۔ان کی سلطنت زمین پر اللہ کی حکمت اور نظم وضبط کا عکاس تھی۔

۳۔ ملکہ سبا کا واقعہ اور ہدہد کی رپورٹ

یہ حضرت سلیمانؑ کے قصے کا سب سے مشہور اور دلچسپ واقعہ ہے، جو ان کے نظامِ حکمرانی کی پختگی کو ظاہر کرتا ہے۔

ہدہد کا غائب ہونا: ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی عظیم الشان فوج، جس میں انسان، جن اور پرندے شامل تھے، کا جائزہ لے رہے تھے کہ انہیں ایک پرندہ ہدہد غائب ملا۔ حضرت سلیمانؑ غصے ہوئے اور کہا:

"کیا وجہ ہے کہ مجھے ہدہد نظر نہیں آ رہا؟ میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا، الا یہ کہ وہ کوئی واضح دلیل لے کر آئے۔"

ہدہد کی خبر: تھوڑی دیر بعد ہدہد حاضر ہوا اور کہا: "مجھے ایک ایسی خبر ملی ہے جس کا آپ کو علم نہیں۔ میں ملکِ سبا (یمن) سے آیا ہوں، جہاں ایک عورت (بلقیس) حکمرانی کرتی ہے۔"

عظیم تخت اور شرک: ہدہد نے بتایا کہ اس عورت کو بڑے تخت اور بے پناہ دولت سے نوازا گیا ہے، لیکن وہ اور اس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کرتی ہے۔

عظیم تخت اور شرک: ہدہد نے بتایا کہ اس عورت کو بڑے تخت اور بے پناہ دولت سے نوازا گیا ہے، لیکن وہ اور اس کی قوم اللہ کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کرتی ہے۔

دعوتِ اسلام: حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کی خبر کی سچائی جانچنے کے لیے ملکہ بلقیس کو ایک خط بھیجا، جس میں صرف دو جملے لکھے تھے: "یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور یہ کہ تم میرے سامنے سرکشی نہ کرو اور فرمانبردار بن کر میرے پاس آ جاؤ (مسلمان ہو کر آ جاؤ)۔"

۴۔ تختِ بلقیس کی آمد اور ملکہ کا قبولِ اسلام

ملکہ کا مشورہ: ملکہ بلقیس نے خط پڑھ کر اپنے سرداروں سے مشورہ کیا، اور انہوں نے طاقت کے بل پر لڑنے کی پیشکش کی۔ لیکن ملکہ بلقیس ایک عقلمند عورت تھی، اس نے کہا کہ پہلے ہمیں سلیمانؑ کی طاقت اور ارادے کا جائزہ لینا چاہیے۔ اس نے حضرت سلیمانؑ کی طرف بہت سے قیمتی تحائف بھیجے۔

تحائف کا انکار: حضرت سلیمانؑ نے تحائف قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: "تم میرے لیے تحائف لا رہی ہو؟ مجھے اللہ نے جو دیا ہے وہ تمہارے تحفوں سے کہیں بہتر ہے۔"

ملکہ کا تخت منگوانا:

ملکہ کے آنے سے پہلے، حضرت سلیمانؑ نے اپنے درباریوں، جنوں اور انسانوں کو چیلنج دیا:

"تم میں سے کون ہے جو ملکہ بلقیس کا تخت اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے میرے پاس لے آئے؟"

ایک طاقتور جن نے کہا کہ وہ صبح ہونے سے پہلے لے آئے گا۔ لیکن تب ایک شخص، جس کے پاس کتاب کا علم تھا، کھڑا ہوا اور کہا: "میں تمہاری پلک جھپکنے سے پہلے اسے حاضر کر دوں گا!" چنانچہ، اللہ کے حکم سے، ملکہ کا عظیم الشان تخت لمحوں میں یمن سے بیت المقدس پہنچا دیا گیا۔ (بعض روایات میں یہ شخص حضرت سلیمانؑ کے انسانوں میں وزیر تھے جنہیں اسمِ اعظم کا علم تھا)۔

ملکہ کا ایمان: جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمانؑ کے محل میں پہنچی، تو محل کی شاندار تعمیر اور حکمت دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ جب اس نے اپنا تخت دیکھا، اور محل کے شیشے کے شفاف فرش کو پانی سمجھ کر کپڑے اوپر کیے، تو اسے یقین ہو گیا کہ حضرت سلیمانؑ ایک نبی ہیں اور یہ بادشاہت محض دنیاوی نہیں ہے۔ ملکہ بلقیس نے شرک سے توبہ کی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لے آئی۔

Clubb of Quality Content!

۵۔ آخری وقت اور وفات

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا واقعہ ان کی سلطنت پر جنوں کی مکمل غلامی کو ثابت کرتا ہے۔

وفات کی حالت: حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی وفات کے وقت چھڑی (عصا) کا سہارا لیے عبادت میں کھڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی۔

جنوں کا کام: جن جوان کے حکم پر مسلسل کاموں میں لگے ہوئے تھے، وہ حضرت سلیمانؑ کو اسی طرح چھڑی سے ٹیک لگائے کھڑا دیکھ کر یہ سمجھتے رہے کہ آپ زندہ ہیں اور انہیں ہی دیکھ رہے ہیں۔ اس ڈر سے وہ مسلسل اپنا کام جاری رکھے رہے۔

موت کا انکشاف: کئی مہینے بعد، جب آپ کی چھڑی کو دیمک نے کھالیا اور چھڑی کمزور ہو کر ٹوٹ گئی، تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسدِ مبارک زمین پر گر پڑا۔ تب جنوں کو معلوم ہوا کہ آپ تو کب سے وفات پا چکے تھے۔

قرآن فرماتا ہے کہ اگر جنات کو غیب کا علم ہوتا، تو وہ اتنے عرصے تک ذلت کی مشقت میں کام نہ کرتے۔ (سورۃ سبا: ۱۴)

اس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت اور علم کے باوجود موت کی حقیقت اور اللہ کے حکم کی برتری کو واضح کرتا ہے۔

✧✧✧✧

حضرت الیاس علیہ السلام: توحید اور قومِ بعل کا مقابلہ

حضرت الیاس علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جنہیں بنی اسرائیل کی ایک گمراہ قوم کی طرف مبعوث کیا گیا۔ آپ کا قصہ بت پرستی کے خلاف زبردست جدوجہد، استقامت اور معجزات سے عبارت ہے۔

ا۔ قوم اور شرک کا ماحول

مقام و قوم: حضرت الیاس علیہ السلام کا تعلق بنی اسرائیل کی نسل سے تھا۔ آپ کو شام کے علاقے میں بَعلَبَک نامی شہر میں مبعوث کیا گیا، جہاں قبیلہ آخیاب آباد تھا۔

بنی اسرائیل کی گمراہی: طویل عرصے تک حضرت موسیٰؑ اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کی تعلیمات پر عمل کرنے کے بعد، بنی اسرائیل کے اس حصے میں بت پرستی کا فتنہ پھیل چکا تھا۔ وہ بعل نامی ایک دیوتا کی پوجا کرتے تھے، جو ان کے نزدیک بارش اور زرخیزی کا خدا تھا۔ بادشاہ اور عوام، سب اس شرک میں ڈوب چکے تھے۔

الیاسؑ کی دعوت: حضرت الیاس علیہ السلام نے بڑی جرات اور ہمت سے اپنی قوم کو مخاطب کیا:

"کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟" (سورۃ الصافات: ۱۲۵)

آپ نے انہیں زور دے کر کہا کہ وہ اس مخلوق اور بے جان بت کو چھوڑ کر اس خالقِ حقیقی کی عبادت کریں جس نے انہیں زندگی اور تمام نعمتیں عطا کیں۔

۲۔ قوم کا انکار اور آزمائش

ردِ عمل: قومِ بعلبک نے حضرت الیاس علیہ السلام کی دعوت کو سختی سے ٹھکرا دیا۔ وہ اپنے آبائی دین اور بعل کی پرستش پر ڈٹے رہے۔ انہوں نے حضرت الیاسؑ کو جھٹلایا، ان کا مذاق اڑایا، اور انہیں قتل کی دھمکیاں دیں۔

خشک سالی کی دعا: جب قوم نے ایمان لانے سے انکار کر دیا اور حضرت الیاسؑ کی جان کے درپے ہو گئے، تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان پر کوئی آزمائش نازل ہو۔ اللہ کے حکم سے، قومِ بعل پر کئی سالوں تک شدید خشک سالی مسلط ہو گئی، جس سے ان کے کھیت، باغات اور مویشی تباہ ہو گئے۔

آزمائش کا مقصد: اس آزمائش کے پیچھے یہ مقصد تھا کہ قوم کو یہ احساس ہو کہ ان کا دیوتا بعل تو بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں برسا سکتا اور نہ ہی انہیں رزق دے سکتا ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ اپنے خالقِ حقیقی کی طرف رجوع کریں۔

۳۔ معجزہ اور قوم کی سرکشی

قوم خشک سالی سے تنگ آچکی تھی اور ان کا عقیدہ متزلزل ہونے لگا تھا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے انہیں چیلنج کیا کہ وہ اپنے معبود بعل سے دعا کریں کہ بارش برسائے۔ جب بعل پرستوں کی تمام دعائیں ناکام ہو گئیں، تو حضرت الیاسؑ نے اللہ کے حضور دعا کی۔

بارش کا نزول: روایات کے مطابق، حضرت الیاس علیہ السلام کی دعا کے فوراً بعد اللہ کے حکم سے زوردار بارش نازل ہوئی اور قوم کی زمینیں سیراب ہو گئیں۔

عبرت سے انکار: اتنا بڑا معجزہ دیکھنے کے باوجود، قوم کے اکثر لوگ اپنے شرک سے باز نہیں آئے۔ بلکہ، وہ الٹا حضرت الیاسؑ کو مزید دشمنی کی نظر سے دیکھنے لگے۔ اب بنی اسرائیل میں ایسے لوگ بھی باقی تھے جو ان کے قتل کی سازشوں میں شامل تھے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کو اس شدید مخالفت کے سبب اپنی قوم کو چھوڑنا پڑا اور وہ روپوش ہو گئے۔

۴۔ حضرت الیسعؑ کو نبوت کی وراثت

جانشینی:

حضرت الیاس علیہ السلام نے روپوشی کے دوران حضرت الیسع علیہ السلام کو پناہ دی اور ان کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ حضرت الیسعؑ ان کے مخلص پیروکار اور شاگرد تھے۔

نبوت کا تسلسل: حضرت الیاس علیہ السلام کے بعد، اللہ تعالیٰ نے حضرت الیسع علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا، تاکہ توحید کا پیغام جاری رہے۔

۵۔ قرآن اور روایات میں انجام

قرآن کا بیان:

قرآن مجید سورۃ الصافات میں ان کی قوم کے بارے میں فرماتا ہے:

فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ۔ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ

"پس انہوں نے اسے جھٹلایا، لہٰذا وہ سب (عذاب کے لیے) حاضر کیے جائیں گے۔ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔" (الصافات: ۱۲۷-۱۲۸)

قرآن اس بات پر خاموش ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کی وفات کیسے ہوئی، تاہم آپ کو صالحین اور مرسلین (پیغمبروں) میں شمار کیا گیا ہے، اور یہ ایک انتہائی بااثر پیغمبر تھے۔

امت کے لیے سبق:

حضرت الیاس علیہ السلام کی زندگی یہ سبق دیتی ہے کہ ایک داعیِ حق کو چاہے کتنی ہی شدید مخالفت اور تنہائی کا سامنا کرنا پڑے، اسے توحید کا پیغام پہنچانے میں کبھی بھی ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔

✧✧✧✧

Clubb of Quality Content

حضرت الیسع علیہ السلام: تسلسلِ نبوت اور بنی اسرائیل کی رہنمائی

حضرت الیسع علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے اور آپ کا قصہ حضرت الیاس علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی رہنمائی کے تسلسل کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ کی زندگی خاموشی سے توحید کی تبلیغ، شفقت اور اصلاح پر مرکوز رہی، جہاں آپ نے بنی اسرائیل کو دوبارہ شریعت کی طرف لانے کی کوشش کی۔

۱۔ جانشینی اور الیاسؑ کا ساتھ

تعلق: حضرت الیسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے شاگرد، مخلص پیروکار اور جانشین تھے۔ جب قومِ بعل کی شدید مخالفت اور قتل کی سازشوں کے سبب حضرت الیاسؑ کو اپنی قوم سے روپوش ہونا پڑا، تو حضرت الیسعؑ ان کے ساتھ رہے۔

نبوت کا اعزاز: حضرت الیاس علیہ السلام کی وفات (یا آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد، روایات مختلف ہیں)، اللہ تعالیٰ نے حضرت الیسع علیہ السلام کو نبوت کے شرف سے نوازا اور انہیں بنی اسرائیل کی بقیہ قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ یوں آپ نے حضرت الیاسؑ کے مشن کو وہیں سے آگے بڑھایا جہاں وہ چھوڑ کر گئے تھے۔

۲۔ تبلیغ اور اصلاحی خدمات

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حضرت الیسع علیہ السلام کی تبلیغ کا مرکز حضرت الیاسؑ کے بعد بنی اسرائیل کی اخلاقی اور مذہبی اصلاح تھی۔

توحید کی دعوت: آپ نے قوم کو دوبارہ بت پرستی (خاص کر بعل کی پوجا) سے منع کیا اور انہیں حضرت موسیٰؑ کی شریعت اور توحید کی طرف بلایا۔

قوم کی سختی: اگرچہ حضرت الیسع علیہ السلام کو اپنے پیشرو کی طرح اتنی شدید مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا، لیکن بنی اسرائیل کا دل پھر بھی نرمی سے خالی تھا۔ وہ ایمان لانے اور مکمل فرمانبرداری کرنے میں ٹال مٹول کرتے رہے۔

شفقت اور رہنمائی: حضرت الیسع علیہ السلام نے بڑے صبر اور شفقت سے قوم کی رہنمائی کی۔

روایات میں آتا ہے کہ آپ نے کئی معجزات دکھائے جو بنی اسرائیل کو حق کی طرف راغب کر سکیں۔

بیماروں کو شفا دینا: آپ کی دعا اور پھونک سے کئی شدید بیمار لوگوں کو شفا ملی۔

پانی کا معجزہ: بعض روایات کے مطابق، آپ نے پانی کی قلت کے وقت دعا کی اور پانی کا چشمہ جاری ہوا۔

۳۔ قرآن میں مختصر ذکر اور مقام

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حضرت الیسع علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں دو مختصر مقامات پر آیا ہے، جو ان کے مقام اور صالحیت کی دلیل ہے۔

سورۃ الأنعام: اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیگر جلیل القدر انبیاء (ابراہیم، اسحاق، یعقوب، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام) کے ساتھ ایک ہی فہرست میں ذکر کر کے ان کی عظمت کو بیان فرمایا ہے۔

سورۃ ص: یہاں آپ کو اخیار (بہترین) لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔

وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْأَخْيَارِ

"اور اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو یاد کرو، اور یہ سب کے سب بہترین (اخیار) لوگوں میں سے تھے۔" (سورۃ ص: ۴۸)

یہ قرآنی ذکر واضح کرتا ہے کہ حضرت الیسع علیہ السلام نہ صرف پیغمبر تھے بلکہ امت کے لیے ایک بہترین نمونہ بھی تھے۔

۴۔ تاریخ کا اختتام

حضرت الیسع علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں ایک طویل عمر گزاری اور مسلسل دین کی تبلیغ کرتے رہے۔ آپ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل میں نبوت کا سلسلہ کچھ عرصہ کے لیے منقطع ہو گیا اور وہ

Clubb of Quality Content

دوبارہ اپنی سابقہ گمراہیوں اور نافرمانیوں میں مبتلا ہو گئے، یہاں تک کہ ان پر مختلف ظالم قوموں کا غلبہ ہوا۔

حضرت الیسع علیہ السلام کا قصہ خاموش رہنمائی، تسلسل اور ثابت قدمی کا درس دیتا ہے کہ اللہ کا پیغام ہر حال میں جاری رہنا چاہیے۔

✧✧✧✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت یونس علیہ السلام: مچھلی کا پیٹ اور توبہ کی قبولیت

حضرت یونس علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے جنہیں قومِ نینوای کی طرف مبعوث کیا گیا۔ آپ کا قصہ جلد بازی، مچھلی کے پیٹ میں آزمائش، اور قوم کی اجتماعی توبہ کی وجہ سے مشہور ہے، جس کی بدولت آپ کو ذوالنون (مچھلی والا) بھی کہا جاتا ہے۔

۱۔ نینوٰی کی طرف بعثت اور انکار

قوم اور مقام: حضرت یونس علیہ السلام کو موجودہ عراق کے علاقے میں واقع نینوٰی (جو اُس وقت آشوریا کی سلطنت کا حصہ تھا) کے ایک بڑے اور گنجان آباد شہر کی طرف بھیجا گیا۔

دعوت: اس شہر کے لوگ بت پرستی میں مبتلا تھے اور اللہ کے احکامات سے غافل تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے انہیں ایک طویل عرصے تک توحید کی دعوت دی اور انہیں شرک و برائیوں کے برے انجام سے ڈرایا۔

قوم کا ردِ عمل: نینوٰی کی قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کی دعوت کو سختی سے ٹھکرا دیا اور ان کا مذاق اڑایا۔ ان کی ہٹ دھرمی اور عناد کی وجہ سے حضرت یونسؑ مایوس ہو گئے۔

۲۔ غصہ، جلد بازی اور شہر سے نکل جانا

عذاب کی دھمکی: جب حضرت یونس علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ قوم اب ایمان نہیں لائے گی، تو آپ نے انہیں عذابِ الٰہی سے ڈرایا اور غصے میں آکر یہ خیال کیا کہ اب قوم ہلاک ہو کر رہے گی۔

اجازت سے پہلے خروج: روایات کے مطابق، حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے واضح حکم یا اجازت ملنے سے پہلے ہی شہر کو چھوڑ دیا، کیونکہ انہیں یقین تھا کہ عذاب آ کر رہے گا اور وہ عذاب نازل ہوتے نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ قرآن نے ان کی اس جلد بازی کو ایک اجتہادی غلطی یا غصہ میں آ کر چھوڑ جانا قرار دیا:

وَذَا النُّونِ إِذ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَن لَّن نَّقْدِرَ عَلَيْهِ

"اور مچھلی والے کو یاد کرو، جب وہ غصے میں آ کر چل دیا اور یہ خیال کیا کہ ہم اس پر پکڑ نہ کر سکیں گے (یا اس پر زمین تنگ نہ کریں گے)" (سورۃ الانبیاء: ۸۷)

۳۔ کشتی کا سفر اور مچھلی کا پیٹ (ذوالنون)

کشتی کا واقعہ: حضرت یونس علیہ السلام نینوی سے نکل کر ایک سمندر کے کنارے پہنچے اور ایک کشتی میں سوار ہو گئے۔ جب کشتی گہرے سمندر میں پہنچی، تو وہ ایک شدید طوفان کی زد میں آ گئی اور ڈوبنے کے قریب ہو گئی۔

کشتی والوں نے، جو سمجھتے تھے کہ کسی گناہ گار کی وجہ سے یہ آفت آئی ہے، یہ فیصلہ کیا کہ کسی ایک شخص کو قرعہ اندازی کے ذریعے سمندر میں پھینک دیا جائے تاکہ باقی لوگ بچ جائیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

قرعہ اندازی: روایات کے مطابق، پہلی قرعہ اندازی میں نام حضرت یونس علیہ السلام کا نکلا۔ کشتی والوں نے تعجب سے انکار کیا اور دوبارہ قرعہ ڈالا۔ دوسری اور تیسری مرتبہ بھی قرعہ حضرت یونسؑ ہی کے نام نکلا۔ یہ اللہ کی طرف سے ان کی آزمائش تھی۔

سمندر میں چھلانگ: حضرت یونس علیہ السلام نے اس خدائی اشارے کو سمجھا اور خود کو سمندر میں ڈال دیا۔ سمندر میں فوراً ایک عظیم الجثہ مچھلی (نون) نے انہیں اللہ کے حکم سے نگل لیا۔

مچھلی کے پیٹ میں دعا: مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، سمندر کی گہرائی اور رات کی تاریکی، یہ تینوں تاریکیاں حضرت یونسؑ پر مسلط ہو گئیں۔ اس بے بسی کی حالت میں حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا اور سچے دل سے توبہ کی:

لَّآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَٰنَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ

"تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بے شک میں ہی قصور واروں میں سے تھا۔" (سورۃ الانبیاء:۸۷)

یہ وہ عظیم دعا ہے جسے دعائے یونسی کہا جاتا ہے، جو پریشانیوں میں نجات کا ذریعہ ہے۔

۴۔ قوم کی توبہ اور عذاب کا ٹلنا

جب حضرت یونس علیہ السلام شہر چھوڑ کر چلے گئے، تو قوم کو عذاب کی نشانیاں نظر آنا شروع ہو گئیں (جیسے خوفناک بادل یا فضا کا بدل جانا)۔ انہیں یقین ہو گیا کہ یونسؑ سچے تھے۔

اجتماعی توبہ: نینوی کی قوم اپنے بادشاہ کے ساتھ شہر سے باہر ایک میدان میں جمع ہوئی، اپنے بچوں اور مویشیوں کو الگ کر دیا، اور آنسو بہا کر اجتماعی توبہ کی اور حضرت یونسؑ پر ایمان لے آئے۔ انہوں نے اپنے سارے بت توڑ دیے اور اللہ سے معافی مانگی۔

عذاب کا ٹلنا: یہ تاریخ کا واحد واقعہ ہے جہاں قوم نے عذاب آنے سے پہلے سچے دل سے توبہ کی، اور اللہ نے ان پر آنے والا عذاب ٹال دیا اور انہیں مزید ایک مدت تک فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔

۵۔ نجات اور دوسری بار تبلیغ: مچھلی کا ساحل پر ڈالنا: جب حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں کئی دن (تین، سات یا چالیس دن کی روایات ہیں) گزار کر صدقِ دل سے توبہ کی، تو اللہ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ انہیں ساحل پر اگل دے۔

صحت یابی اور دوبارہ بعثت: حضرت یونسؑ اس وقت بیمار اور کمزور تھے، اللہ نے ان پر ایک کدو کا درخت (یا سائے والا پودا) اگا دیا جس کے سائے میں وہ صحت یاب ہوئے۔ مکمل صحت یابی کے بعد، اللہ نے انہیں دوبارہ ایک لاکھ سے زائد آبادی والی اسی قومِ نینوی کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا، جس نے اب ایمان قبول کر لیا تھا۔

حضرت یونس علیہ السلام کے قصے میں توبہ کی قبولیت، صبر کا پھل، اور کسی بھی پیغمبر کی اجازت سے قبل فرض منصبی ترک کرنے کے نتیجے میں آنے والی آزمائش کا بہترین درس موجود ہے۔

✧✧✧✧

حضرت زکریا علیہ السلام: مایوسی میں امید اور بیٹے کی بشارت

حضرت زکریا علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں مبعوث ہونے والے انبیاء کی کڑی میں شامل تھے۔ آپ کی زندگی خشیتِ الٰہی (اللہ کا خوف)، عبادت اور مایوسی میں بھی اللہ کی رحمت پر کامل یقین کی ایک بے مثال داستان ہے۔ آپؑ کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد ہیں۔

ا۔ بیت المقدس میں خدمت اور پرورش

نبوت اور پیشہ: حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک مقدس اور نیک شخص تھے، اور یہودیہ کے قبیلے میں نبوت کے منصب پر فائز تھے۔ روایات کے مطابق، آپ ایک نجار بھی تھے۔ آپ کی زندگی کا بڑا حصہ بیت المقدس (ہیکلِ سلیمانی) کی خدمت، دیکھ بھال اور وہاں کی عبادت ورہنمائی میں گزرا۔

حضرت مریمؑ کی کفالت: آپ کی شادی حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ (یا بعض روایات میں بہن) سے ہوئی تھی۔ جب حضرت مریمؑ کی والدہ نے انہیں اللہ کے حضور ہیکل کی خدمت کے لیے نذر کر دیا، تو حضرت زکریا علیہ السلام کو ہی ان کی کفالت اور پرورش کی ذمہ داری سونپی گئی۔

رزق کا معجزہ: حضرت زکریاؑ نے حضرت مریمؑ کے لیے عبادت خانے میں ایک خاص جگہ (محراب) بنادی تھی۔ جب بھی وہ مریمؑ کے پاس جاتے تو دیکھتے کہ ان کے پاس بے موسمی رزق (تازہ پھل) موجود ہے۔ جب آپ حیرانی سے پوچھتے: "اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟" تو حضرت مریمؑ جواب دیتیں: "یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے، بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔"

حضرت زکریا علیہ السلام کے لیے یہ منظر ایک بہت بڑی ترغیب بنا۔

۲۔ بڑھاپے میں بیٹے کی تمنا اور دعا

بڑھاپا اور بانجھ پن: حضرت زکریا علیہ السلام کی عمر بہت زیادہ ہو چکی تھی، اور آپ کی اہلیہ بھی بانجھ تھیں اور بڑھاپے کی آخری حدوں کو پہنچ چکی تھیں۔ چونکہ آپ کو اپنے بعد نبوت اور ہیکل کی دیکھ بھال کے لیے کسی وارث کی فکر تھی، اس لیے حضرت مریمؑ کے پاس رزق کا معجزہ دیکھنے کے بعد آپ کے دل میں اولاد کی شدید تمنا جاگی۔

خفیہ دعا: آپ نے تاریکی اور تنہائی میں، نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے رب کو پکارا:

"اے میرے رب! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور میرا سر بڑھاپے کی سفیدی سے چمک اٹھا ہے، اور میں تجھ سے دعا کر کے کبھی محروم نہیں رہا ہوں۔ اور مجھے اپنی قرابت داروں (قبیلے کی گمراہی) کا

خوف ہے، اور میری بیوی بھی بانجھ ہے، پس تو مجھے اپنی طرف سے ایک وارث عطا کر، جو میرا اور آلِ یعقوب کا وارث ہو، اور اے میرے رب! اسے پسندیدہ بندہ بنا۔" (سورۃ مریم: ۶-۴)

اس دعا میں آپ نے صرف بیٹا نہیں مانگا، بلکہ ایک ایسا بیٹا مانگا جو نبوت کی وراثت اور نیکی کے راستے کو سنبھال سکے۔

۳۔ بشارت اور نشانی کا معجزہ

اجابت کی بشارت: حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا فوراً قبول ہوئی اور جب وہ محراب میں نماز پڑھ رہے تھے، تو اللہ کے فرشتے نے انہیں پکارا اور ایک پاکیزہ بیٹے کی بشارت دی:

"اے زکریا! ہم تمہیں ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا، اور اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی شخص نہیں بنایا۔" (سورۃ مریم: ۷)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حیرت: حضرت زکریا علیہ السلام اس معجزاتی بشارت پر حیران ہو گئے اور انہوں نے پوچھا: "اے میرے رب! مجھے لڑکا کیسے ہوگا جب کہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں؟" اللہ نے فرمایا: "یہ اسی طرح ہوگا، تمہارے رب کے لیے یہ آسان ہے۔"

نشانی کا مطالبہ: حضرت زکریاؑ نے مزید اطمینان کے لیے اللہ سے نشانی طلب کی کہ انہیں یہ کیسے پتہ چلے گا کہ بیوی حاملہ ہو چکی ہے؟

نشانی کا معجزہ: اللہ نے نشانی یہ مقرر کی کہ: "تم تین دن اور تین رات تک لوگوں سے کلام نہیں کر سکو گے، مگر اشاروں سے، حالانکہ تمہاری زبان میں کوئی بیماری نہیں ہوگی۔ اور اس عرصے میں اپنے رب کا خوب ذکر اور تسبیح کرتے رہو۔" (آل عمران: ۴۱)

۴۔ یحییٰؑ کی پیدائش اور آخری ایام

نبوت کا تسلسل: حضرت زکریا علیہ السلام نے تین دن تک خاموشی سے اللہ کا ذکر کیا اور اس کے بعد اللہ کے وعدے کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہ دونوں بیٹے، یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تقریباً ایک ہی زمانے میں بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لیے مبعوث ہوئے۔

شہادت: حضرت زکریا علیہ السلام کی زندگی کا اختتام جرات اور حق گوئی کے ساتھ ہوا۔ روایات کے مطابق، بنی اسرائیل کے سرکش اور ظالم بادشاہوں نے، جو آپ کی سچائی اور حق گوئی کو پسند نہیں کرتے تھے، آپ کو شہید کر دیا تھا۔ یہود نے ہمیشہ انبیاء کی مخالفت اور قتل میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے، اور اس کی ذات میں وہ قدرت ہے کہ وہ ناممکنات کو بھی ممکن بنا دیتا ہے، چاہے انسان بڑھاپے کی آخری حد کو ہی کیوں نہ چھو لے۔

✧✧✧✧

حضرت یحییٰ علیہ السلام: پاکیزگی، زہد اور حق گوئی کی شہادت

حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر، حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہم عصر تھے۔ آپ کی زندگی پاکیزگی (عفت)، دنیا سے بے رغبتی (زہد) اور حق بات کہنے میں بے باکی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے، جس کا اختتام شہادت پر ہوا۔

۱۔ معجزانہ پیدائش اور بچپن

بشارت اور نام: حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں ایک معجزہ تھی۔ جب حضرت زکریاؑ بڑھاپے کی آخری حد کو پہنچ چکے تھے اور آپ کی اہلیہ بانجھ تھیں، تب اللہ نے فرشتے کے ذریعے انہیں بیٹے کی بشارت دی اور اس کا نام "یحییٰ" رکھا۔ یہ نام آپ سے پہلے کسی کا نہیں رکھا گیا تھا۔

قرآن میں تعریف: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت یحییٰؑ کی پیدائش کے ساتھ ہی ان کی فضیلتیں بیان کر دیں۔

حصور: آپ کو حصور (شہوات سے پاک اور نفس پر قابو رکھنے والا) بنایا گیا۔

تصدیق: آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرنے والے تھے۔

نبی: آپ کو صالحین میں شامل ایک پیغمبر کا شرف عطا ہوا۔

بچپن میں حکمت: حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بچپن ہی سے اللہ نے حکمت اور نبوت کا علم عطا کر دیا تھا۔ آپ نے بچپن سے ہی خود کو اللہ کی اطاعت اور عبادت کے لیے وقف کر دیا تھا۔

۲۔ زہد، عبادت اور تعلیمات

شام کے جنگلوں میں زندگی: حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شاہانہ زندگی یا شہروں کی عیش و عشرت سے کنارہ کشی اختیار کی۔ آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ شام کے جنگلوں اور بیابانوں میں گزارا، جہاں آپ عبادت، ریاضت اور لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچانے میں مصروف رہے۔ آپ کا لباس اونٹ کے بالوں کا بنا ہوتا تھا اور آپ کی خوراک جنگلی پھل اور پانی ہوتی تھی۔

تعلیمات: آپ کی تبلیغ کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ بنی اسرائیل توبہ کریں، اپنے گناہوں سے پاکیزگی اختیار کریں اور دلوں کی صفائی پر توجہ دیں۔ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی پیروی کی تلقین کرتے تھے اور لوگوں کو ایمان کے ساتھ عملی زندگی کی اصلاح کا درس دیتے تھے۔

حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق: آپ کا ایک اہم کام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل ان کی بشارت دینا اور ان کے رسالت کی تصدیق کرنا تھا۔ جب حضرت عیسیٰؑ نے دعوت کا آغاز کیا، تو حضرت یحییٰؑ نے لوگوں کو بتایا کہ یہ وہی موعودہ پیغمبر ہیں جن کی میں تمہیں خبر دیتا تھا۔ دونوں پیغمبروں نے مل کر ایک ہی زمانے میں بنی اسرائیل کو حق کی دعوت دی۔

۳۔ حق گوئی اور شہادت کا واقعہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا قصہ ان کی شہادت کی وجہ سے سب سے زیادہ دردناک اور سبق آموز ہے۔

بادشاہ کا ظلم: حضرت یحییٰ علیہ السلام کا زمانہ فلسطین کے ایک ظالم اور بدکار حکمران ہیرودیس کا تھا۔ یہ بادشاہ حضرت یحییٰؑ کا احترام کرتا تھا، لیکن آپ کی حق گوئی کو پسند نہیں کرتا تھا۔

ناجائز شادی پر فتویٰ: ہیرودیس بادشاہ اپنی بھتیجی یا سوتیلی بیٹی ہیرودیاس (بعض روایات میں ایک رقاصہ) سے ناجائز شادی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، جو کہ تورات اور شریعتِ موسوی میں قطعی حرام تھا۔

جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اس ارادے کا علم ہوا، تو آپ نے کسی بھی خوف یا مصلحت کا شکار ہوئے بغیر اعلانِ حق کیا اور بادشاہ کو سرِعام متنبہ کیا کہ یہ شادی شریعت کے خلاف اور حرام ہے۔

قتل کا حکم: بادشاہ کی بیوی یا معشوقہ ہیرودیاس، جو اس شادی کے حق میں تھی، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی اس بے باکی پر آپ کی جانی دشمن بن گئی۔ اس نے بادشاہ کو اکسایا کہ جب تک یحییٰ زندہ رہے گا، وہ یہ شادی نہیں کر سکتا۔

بالآخر، اس عورت کے شدید دباؤ پر بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے اور پھر قتل کرنے کا حکم دے دیا، تاکہ وہ ناجائز شادی کر سکے۔

شہادت: حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بغیر کسی جھکاؤ یا تذبذب کے حق بات کہنے کی پاداش میں اپنی جان دے دی، مگر شریعت کے حکم سے انحراف نہیں کیا۔ روایات کے مطابق، آپ کو قید خانے میں ذبح کر دیا گیا۔ یہ شہادت حق اور باطل کے درمیان معرکہ آرائی کا ایک عظیم الشان نمونہ ہے۔

۴۔ قرآن میں مقام

قرآن مجید حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مقام کو یوں بیان کرتا ہے:

یَا یَحْیَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ۔ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً۔ وَكَانَ تَقِيًّا

"اے یحییٰ! کتاب (تورات) کو مضبوطی سے تھام لو، اور ہم نے اسے بچپن ہی میں حکمت عطا کر دی تھی، اور اسے اپنی طرف سے نرمی اور پاکیزگی بھی دی تھی، اور وہ بڑا پرہیزگار تھا۔" (سورۃ مریم: ۱۲-۱۳)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی زندگی ہر اس شخص کے لیے ایک آئینہ ہے جو عفت، زہد، اور حق کی خاطر جان کی قربانی کے جذبے کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہتا ہے۔ آپ نے ثابت کر دیا کہ ایک سچے مومن کے لیے اللہ کا حکم دنیا کے ہر بادشاہ اور ہر خواہش سے زیادہ اہم ہوتا ہے۔

✧✧✧✧

Clubb of Quality Content

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: روح اللہ، معجزات اور رفعِ آسمانی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے اولوالعزم پیغمبروں میں شامل ہیں جنہیں روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے القاب سے پکارا جاتا ہے۔ آپ کی پیدائش، زندگی اور آسمان پر اٹھایا جانا سب معجزات کا مجموعہ ہے اور آپ کی بعثت بنی اسرائیل کی رہنمائی اور تورات کی تصدیق کے لیے ہوئی۔

ا۔ معجزانہ پیدائش اور بچپن

والد کے بغیر پیدائش: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش تاریخ کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام تھیں، جو نہایت پارسا اور پاک دامن خاتون تھیں۔ جب فرشتہ (جبرائیلؑ) اللہ کا پیغام لے کر حضرت مریمؑ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا: "مجھے بچہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ مجھے کسی انسان نے چھوا تک نہیں؟"

فرشتے نے جواب دیا: "یہ اسی طرح ہو گا۔ تمہارا رب فرماتا ہے کہ یہ میرے لیے بہت آسان ہے، اور ہم اس بچے کو لوگوں کے لیے ایک نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں گے۔" اس کے بعد فرشتے نے حضرت مریمؑ کے گریبان میں پھونک ماردی اور اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰؑ کا وجود عمل میں آیا۔

گہوارے میں کلام: جب حضرت مریمؑ، جنہیں بدکاروں نے طعنے دیے، اپنے بچے کو لے کر قوم کے پاس آئیں، تو انہوں نے اشارہ کیا کہ بچے سے پوچھو۔ لوگوں کے اعتراض پر حضرت عیسیٰؑ نے گہوارے (پالنے) میں کلام کیا اور فرمایا:

"بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔" (سورۃ مریم: ۳۰)

یہ آپ کا پہلا اور سب سے بڑا معجزہ تھا۔

۲۔ رسالت کا آغاز اور عظیم معجزات

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام جوان ہوئے تو اللہ نے آپ کو انجیل عطا کی اور بنی اسرائیل کی طرف مبعوث فرمایا۔ آپ نے یہودیوں کی بگڑی ہوئی اخلاقی حالت اور شریعت میں کیے گئے تحریفات کی اصلاح کی کوشش کی۔

آپ کے مشہور معجزات (جو اللہ کے حکم سے تھے):

مٹی کی چڑیا میں پھونک مارنا: آپ مٹی کی چڑیا بنا کر اس میں اللہ کے حکم سے پھونک مارتے تو وہ پرندہ بن کر اڑ جاتی۔

بیماروں کو شفا: آپ اللہ کے حکم سے پیدائشی نابینا (مادرزاد اندھے) اور کوڑھی (جذام کے مریض) کو ہاتھ لگاتے تو وہ فوراً ٹھیک ہو جاتے۔

مردوں کو زندہ کرنا: آپ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر کے کھڑا کر دیتے تھے۔

غیب کی خبریں: آپ لوگوں کو بتاتے تھے کہ وہ اپنے گھروں میں کیا کھا کر آئے ہیں اور کیا چھپا کر رکھا ہے۔

مائدہ کا نزول: آپ کے حواریوں (مخلص ساتھیوں) نے آپ سے درخواست کی کہ اللہ آسمان سے ان کے لیے کھانے کا ایک دستر خوان (مائدہ) نازل فرمائے۔ حضرت عیسیٰؑ کی دعا پر اللہ نے ان کے لیے کھانا اتارا۔

۳۔ حواریوں کا ساتھ اور یہودیوں کی مخالفت

حواری: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ میں ۱۲ مخلص ساتھیوں (حواریوں) کا ساتھ ملا، جنہوں نے آپ کے معجزات کو آنکھوں سے دیکھا اور آپ کے مشن میں آپ کی مدد کی۔

یہودی علماء کی مخالفت: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور آپ کے معجزات نے یہودیوں کے متعصب علماء کو پریشان کر دیا۔ وہ ڈرتے تھے کہ لوگ ان کو چھوڑ کر عیسیٰؑ کے پیروکار نہ بن جائیں۔

انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو جادوگر قرار دیا اور ان پر کفر و ارتداد کے فتوے لگائے۔

یہودی علماء نے حکومتِ وقت (رومی حکام) کو حضرت عیسیٰؑ کے خلاف بھڑکایا اور یہ الزام لگایا کہ یہ شخص ایک نیا مذہب پھیلا کر حکومت کے خلاف بغاوت کر رہا ہے۔

۴۔ سازش، رفعِ آسمانی اور شبیہ کا واقعہ

قتل کی سازش: یہودیوں نے رومیوں کے ذریعے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کر کے سولی (صلیب) دینے کی سازش کی۔ رومیوں نے ان کے ایک حواری (بعض روایات میں یہوداہ اسکریوتی) کے ذریعے آپ کی جائے پناہ کا پتہ لگوالیا۔

اللہ کا منصوبہ (رفع): جب رومی سپاہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے آئے تو اللہ نے اپنے پیغمبر کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔

حضرت عیسیٰؑ کا رفع: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم اور روح کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

شبیہ کا پڑ جانا: اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کے کسی قریبی ساتھی یا گرفتار کروانے والے غدار حواری پر عیسیٰؑ کی شبیہ ڈال دی۔

Clubb of Quality Content!

بنی اسرائیل کا مغالطہ: سپاہیوں نے اس شبیہ والے شخص کو عیسیٰؑ سمجھ کر گرفتار کرلیا اور سولی پر چڑھا دیا۔ قرآن مجید نے اس واقعے کی حقیقت کھولتے ہوئے فرمایا۔

"اور ان لوگوں نے نہ عیسیٰ کو قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا، بلکہ ان پر شبہ ڈال دیا گیا۔ اور وہ لوگ جو اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں، وہ شک میں مبتلا ہیں۔ انہیں اس کا کوئی علم نہیں، وہ صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔ اور اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔" (سورۃ النساء: ۱۵۸-۱۵۷)

۵۔ آخری وقت اور نزول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ زمین پر دوبارہ تشریف لائیں گے۔

نزولِ عیسیٰؑ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام قربِ قیامت میں، جب پوری دنیا میں دجال کا فتنہ عروج پر ہو گا، دمشق کے مشرقی مینار پر اتریں گے۔ آپ کے آنے کے بعد آپ دجال کو قتل کریں گے۔

آپ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے (یعنی عیسائیوں کے بگڑے عقائد کی اصلاح کریں گے)۔

آپ لوگوں کو شریعتِ محمدی کے مطابق اللہ کی طرف دعوت دیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں دوبارہ ایک عادل حکمران اور نبی کے طور پر کچھ عرصہ رہیں گے اور پھر آپ کی طبعی وفات ہو گی اور آپ کو دفن کیا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ طاقتور معجزات، نبوت کی حفاظت اور اللہ کی قدرت پر کامل یقین کا پیغام دیتا ہے۔

✧✧✧✧

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: رسولِ آخر، سیرت اور پیغام

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں، جنہیں پوری انسانیت کی رہنمائی کے لیے مبعوث کیا گیا۔ آپ کی زندگی، جسے سیرت کہا جاتا ہے، ہر لحاظ سے کامل، معتدل اور تمام انسانوں کے لیے بہترین نمونہ (اسوۂ حسنہ) ہے۔

۱۔ قبل از نبوت: پیدائش اور ابتدائی زندگی

ولادت اور خاندان: آپ کی ولادت ۵۷۱ عیسوی میں مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق قریش کے معزز قبیلے بنو ہاشم سے تھا۔ آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا جو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے، اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔

Clubb of Quality Content

یتیمی اور کفالت: آپ کی والدہ بھی بچپن میں وفات پا گئیں، جس کے بعد آپ کی کفالت پہلے آپ کے دادا عبدالمطلب نے کی، اور ان کی وفات کے بعد آپ کے چچا ابو طالب نے کی۔

جوانی اور دیانت داری: آپ کی جوانی، سچائی اور دیانت داری کی وجہ سے مشہور ہوئی۔ مکہ کے لوگ آپ کو "الصادق" (سچا) اور "الامین" (امانت دار) کے القاب سے پکارتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ سے شادی: آپ نے حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کے تجارتی کاروبار کی ذمہ داری سنبھالی۔ آپ کی دیانت سے متاثر ہو کر حضرت خدیجہؓ نے آپ کو شادی کی پیشکش کی، جسے آپ نے قبول کیا۔ اس وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال اور آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔

واقعہ حُجرِ اسود: ۳۵ سال کی عمر میں، جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی، تو حجرِ اسود (کالے پتھر) کو دوبارہ نصب کرنے کے حق پر قبیلوں میں جھگڑا ہوا۔ آپ نے ایک چادر پر پتھر رکھ کر تمام سرداروں کو چادر اٹھانے کا موقع دیا اور پھر خود پتھر کو نصب کیا، جس سے ایک بڑا خون خرابہ ٹل گیا۔

۲۔ بعثت اور مکی زندگی (۱۳ سال)

پہلی وحی (غارِ حرا): ۴۰ سال کی عمر میں، آپ مکہ سے دور غارِ حرا میں تنہائی اور اللہ کی عبادت میں وقت گزارتے تھے۔ اسی دوران رمضان کے مہینے میں، آپ پر فرشتہ جبرائیلؑ پہلی وحی لے کر نازل ہوئے، جس کے الفاظ تھے:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ

"پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔" (سورۃ العلق: ۱)

دعوت کا آغاز: پہلے پہل آپ نے خفیہ طور پر توحید اور اسلام کی دعوت دی، جس میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ ایمان لائے۔

اعلانِ حق اور شدید مخالفت: جب آپ نے اللہ کے حکم پر عام دعوت کا اعلان کیا اور مکہ کے لوگوں کو ان کے بتوں اور شرک سے منع کیا، تو قریش کے سرداروں نے آپ کی سخت مخالفت اور دشمنی شروع کر دی۔

اذیتیں اور صبر: مکی زندگی کے ۱۳ سال آزمائش اور صبر سے بھرے ہوئے تھے۔ مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم اور تشدد کیے گئے، جیسے حضرت بلالؓ، حضرت سمیہؓ (پہلی شہید)، اور حضرت عمارؓ۔ آپ خود بھی شدید جسمانی اور ذہنی تکالیف برداشت کرتے رہے، لیکن دعوت جاری رکھی۔

شعبِ ابی طالب میں محصوری: قریش نے مسلمانوں اور بنو ہاشم کا سماجی اور معاشی بائیکاٹ کر دیا، جس کی وجہ سے آپ اور آپ کے خاندان کے لوگ تین سال تک ایک گھاٹی (شعبِ ابی طالب) میں بھوک اور غربت کی حالت میں محصور رہے۔

عام الحزن (غم کا سال): دسواں سال آپ کے لیے غم کا سال تھا، جب آپ کے سب سے بڑے سہارے، چچا ابو طالب اور زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ یکے بعد دیگرے وفات پا گئیں۔

معراج کا واقعہ:

معراج: رات کا عظیم سفر

معراج کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے سب سے عظیم اور محیر العقول واقعات میں سے ایک ہے۔ یہ سفر نبوت کے تقریباً دسویں سال (عام الحزن کے بعد) پیش آیا، اور یہ دراصل دو حصوں پر مشتمل ہے۔

اِسراء (رات کا سفر): مکہ سے بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) تک کا زمینی سفر۔

معراج (بلندی کی طرف چڑھنا): بیت المقدس سے ساتوں آسمانوں، سدرۃ المنتہیٰ اور لا مکاں تک کا آسمانی سفر۔

ا۔ اِسراء: مکہ سے بیت المقدس

سفر کا آغاز: رسول اللہ ﷺ رات کے وقت اپنی چچازاد بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر یا مسجد حرام میں سو رہے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔

سفری سواری (براق): جبرائیلؑ آپ ﷺ کے لیے ایک خاص سواری "بُراق" لے کر آئے، جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا اور جہاں اس کی نظر پڑتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ براق پر سوار ہوئے اور جبرائیلؑ کی رہنمائی میں سفر شروع کیا۔

مسجد اقصیٰ میں قیام: یہ روحانی سفر بجلی کی تیزی سے مکمل ہوا، اور آپ ﷺ ایک لمحے میں مکہ سے بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) پہنچ گئے۔

انبیاء کی امامت: مسجد اقصیٰ میں تمام گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح کو جمع کیا گیا، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی امامت فرمائی اور نماز پڑھائی۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے امام اور سردار ہیں اور آپ کی شریعت تمام سابقہ شریعتوں کی تصدیق اور تکمیل ہے۔

۲۔ معراج: آسمانوں کا سفر اور مشاہدات

مسجد اقصیٰ میں نماز کے بعد معراج کا سفر شروع ہوا، جہاں سے ایک سیڑھی (معراج) آسمان کی طرف لگائی گئی۔

پہلا آسمان:

حضرت جبرائیلؑ نے دروازہ کھلوایا اور اندر گئے، جہاں آپ ﷺ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی، جنہوں نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا۔

دوسرا آسمان:

یہاں آپ ﷺ کی ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ہوئی۔

تیسرا آسمان:

آپ ﷺ کی ملاقات حضرت یوسف علیہ السلام سے ہوئی، جنہیں حسن کا نصف حصہ عطا کیا گیا تھا۔

چوتھا آسمان:

Clubb of Quality Content

یہاں آپ ﷺ کی ملاقات حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوئی۔

پانچواں آسمان:

آپ ﷺ کی ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی۔

چھٹا آسمان:

آپ ﷺ کی ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔

ساتواں آسمان:

یہاں آپ ﷺ کی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، جو بیت المعمور سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

سدرۃ المنتہیٰ:

سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جہاں دنیاوی علم اور ہر مخلوق کی رسائی ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں آپ ﷺ نے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ فرمایا اور بہت سے عبرت ناک مناظر دیکھے۔

جبرائیلؑ کی انتہا: سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرائیلؑ نے یہ کہہ کر ساتھ چھوڑ دیا کہ: "اے اللہ کے رسول! اگر میں اس سے ایک بال برابر بھی آگے بڑھا تو (اللہ کے نور کی تجلی سے) جل جاؤں گا۔"

۳۔ رب سے ہم کلامی اور تحفۂ نماز

Clubb of Quality Content
novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے کا سفر رسول اللہ ﷺ نے تنہا طے فرمایا۔ یہ وہ مقام تھا جہاں آپ کو قربِ الٰہی کا شرف حاصل ہوا اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ (براہِ راست) ہم کلامی کا شرف پایا۔

نماز کا تحفہ: اس ملاقات میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کے لیے سب سے عظیم تحفہ نماز عطا فرمائی۔ ابتدا میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں، لیکن پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے پر (چھٹے آسمان پر ملاقات کے دوران) رسول اللہ ﷺ نے بار بار اللہ سے تخفیف کی درخواست کی۔

پانچ نمازوں کا حکم: آخر کار، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پانچ نمازیں ہی پچاس کا ثواب دیں گی، اور یوں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔

۴۔ واپسی اور کفار کا ردِ عمل

واپسی: معراج سے واپسی پر آپ ﷺ اسی رات صبح ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ میں اپنے بستر پر واپس تشریف لے آئے، گویا کہ یہ پورا سفر ایک لمحے میں طے ہو گیا۔

قریش کا انکار: جب آپ ﷺ نے صبح یہ واقعہ قریش کو سنایا تو انہوں نے سخت تکذیب اور مذاق اڑایا۔ ان کے لیے یہ بات ناقابل یقین تھی کہ اتنے کم وقت میں اتنا لمبا سفر کیسے ہو سکتا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کی تصدیق: اس نازک وقت میں جب کمزور ایمان والے لوگ متزلزل ہو رہے تھے، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فوراً تصدیق کی اور فرمایا: "اگر آپ ﷺ یہ فرما رہے ہیں تو ضرور سچ فرما

رہے ہیں، میں تو آپ کی آسمان کی خبروں پر بھی تصدیق کرتا ہوں۔" اس واقعے کی تصدیق پر ہی آپ کو "الصدیق" کا لقب ملا۔

معراج کا سفر رسول اللہ ﷺ کے اعلیٰ مقام، معجزانہ حیثیت، اور دین میں نماز کی غیر معمولی اہمیت کا واضح ثبوت ہے۔

۳۔ ہجرت اور مدنی زندگی (۱۰ سال)

ہجرت کا فیصلہ: جب مکہ کے کفار نے آپ کو قتل کرنے کا حتمی منصوبہ بنایا، تو اللہ کے حکم پر آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ مکہ سے مدینہ (جس کا پرانا نام یثرب تھا) کی طرف ہجرت فرمائی (۶۲۲ عیسوی)۔

مدینہ میں نظام کا قیام: مدینہ پہنچ کر آپ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی اور سب سے پہلے۔

مسجد نبوی کی تعمیر: جو عبادت، تعلیم اور حکومتی امور کا مرکز بنی۔

مواخات (بھائی چارہ): آپ نے مکہ سے آنے والے مہاجرین اور مدینہ کے مقامی انصار کے درمیان بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا۔

میثاقِ مدینہ: آپ نے شہر کے یہودیوں اور دیگر قبائل کے ساتھ ایک معاہدہ (دستور) کیا، جس سے شہر میں امن وامان قائم ہوا۔

اسلامی ریاست کی تشکیل: مدنی زندگی کے ۱۰ سال جہاد، قانون سازی اور فتوحات کے تھے۔ آپ نے معاشرتی، معاشی اور قانونی نظام کو قرآن اور سنت کی بنیاد پر تشکیل دیا۔

بڑے غزوات (جنگیں)

غزوہ بدر (۲ھ): اسلام اور کفر کا پہلا بڑا معرکہ، مسلمانوں کو شاندار فتح ملی۔

غزوہ احد (۳ھ): مسلمانوں کو عارضی نقصان ہوا، حکمت عملی کی اہمیت واضح ہوئی۔

غزوہ خندق (احزاب) (۵ھ): کفار نے مل کر مدینہ پر حملہ کیا، لیکن مسلمانوں کی خندق اور اللہ کی غیبی مدد سے ناکام ہوئے۔

صلح حدیبیہ (۶ھ): بظاہر شکست نظر آنے والا یہ معاہدہ دراصل اسلام کی فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔

۴۔ فتح مکہ اور دین کی تکمیل

فتح مکہ (۸ھ): جب قریش نے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کی تو آپ نے دس ہزار صحابہ کے ساتھ مکہ کی طرف پیش قدمی کی۔ مکہ بغیر کسی خون خرابے کے فتح ہو گیا۔ آپ نے عام معافی کا اعلان کر کے انسانیت، رحمت اور عفو و درگزر کی ایک بے مثال مثال قائم کی۔

حجۃ الوداع اور تکمیلِ دین (۱۰ھ): اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل، آپ نے اپنا آخری اور واحد حج (حجۃ الوداع) ادا کیا، جہاں آپ نے ایک تاریخی خطبہ دیا، جس میں انسانی حقوق، سود کی حرمت، عورتوں کے حقوق اور نسل پرستی کے خاتمے کا اعلان کیا۔

Clubb of Quality Content

اسی موقع پر اللہ نے قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی:

الیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔" (سورۃ المائدہ: ۳)

۵۔ آخری وقت اور وفات

وفات:

حجۃ الوداع کے بعد، آپ مدینہ واپس تشریف لائے اور کچھ عرصے بعد آپ بیمار ہو گئے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو، آپ مدینہ منورہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں وفات پا گئے، اور اسی جگہ آپ کو دفن کیا گیا۔

Clubb of Quality Content

آپ کا پیغام: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو توحید (ایک اللہ)، عدل و مساوات، علم، اخلاق اور ایک مکمل ضابطۂ حیات (شریعت) عطا کیا، جو قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کی سیرت رحمت للعالمین (تمام جہانوں کے لیے رحمت) کا کامل نمونہ ہے۔

✧----✧----✧

خلیفہٗ راشدین

۱۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

۲۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۳۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

۴۔حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ: الصدیق، یارِ غار اور خلیفہٗ اوّل

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (اصل نام: عبداللہ بن ابی قحافہ) اسلامی تاریخ میں سب سے بلند مقام رکھتے ہیں۔آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے قریبی، مخلص ترین ساتھی، اسلام قبول کرنے والے پہلے آزاد مرد اور مسلمانوں کے پہلے خلیفہٗ راشد ہیں۔آپ کو آپ کی سچائی اور دیانت کی وجہ سے "الصدیق" کا لقب ملا۔

۱۔ابتدائی زندگی اور اسلام قبول کرنا

خاندانی حیثیت: آپ کا تعلق قریش کے ایک معزز قبیلے بنو تیم سے تھا۔آپ مکہ کے ایک کامیاب تاجر تھے، نرم مزاج، خوش اخلاق اور صاحبِ علم تھے۔زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کو شرافت اور

دیانت کی وجہ سے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔آپ اور رسول اللہ ﷺ کی عمر میں زیادہ فرق نہیں تھا اور آپ دونوں بچپن سے دوست تھے۔

قبولِ اسلام: جب رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے بغیر کسی تردد یا دلیل کے فوراً آپ کی تصدیق کی۔آپ بالغ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں۔

آپ کی دعوت پر ہی بعد میں حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جیسے بڑے صحابہ نے اسلام قبول کیا۔

قربانی اور مالی مدد: آپ نے اسلام کی خاطر اپنی تمام دولت خرچ کر دی۔آپ نے حضرت بلالؓ سمیت کئی غلاموں کو ان کے مالکوں سے مہنگے داموں خرید کر آزاد کیا جو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ظلم کا شکار تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

۲۔یارِ غار اور ہجرت

معراج کی تصدیق: جب رسول اللہ ﷺ نے معراج اور اسراء کا واقعہ سنایا تو کفارِ مکہ نے شدید تمسخر اڑایا اور بہت سے کمزور ایمان والے لوگ متزلزل ہو گئے۔اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ نے فوراً کہا:

"اگر آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو ضرور سچ فرمایا ہے، میں اس سے بھی بڑھ کر آسمان کی خبروں پر آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔" اسی وقت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو "الصدیق" کا لقب عطا فرمایا۔

ہجرت کا سفر: جب کفارِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی سازش کی تو اللہ کے حکم پر آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔اس مشکل ترین اور خطرناک سفر میں حضرت ابو بکرؓ ہی آپ کے تنہا ساتھی تھے۔

غارِ ثور میں پناہ: ہجرت کے دوران دونوں نے تین دن تک غارِ ثور میں پناہ لی۔جب کفار آپ کو تلاش کرتے ہوئے غار کے بالکل دہانے تک پہنچ گئے تو حضرت ابو بکرؓ گھبرا گئے کہ کہیں کفار رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہ لیں۔اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"غم نہ کرو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔" (سورۃ التوبہ: ۴۰)

قرآن نے اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ کو آپ ﷺ کا "ثانی اثنین" (دو میں کا دوسرا) کہہ کر ان کے مقام کو واضح کیا۔

Clubb of Quality Content

۳۔خلافت اور اہم کارنامے

انتخابِ خلافت: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد، مدینہ میں انصار اور مہاجرین نے اتفاقِ رائے سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو مسلمانوں کا خلیفۂ اوّل منتخب کیا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں آپ کو نمازوں کی امامت کا حکم دیا تھا۔

خطبۂ خلافت: خلیفہ منتخب ہونے کے بعد آپ نے جو پہلا خطبہ دیا، وہ عدل، عاجزی اور حکومت کے اصولوں کا ایک تاریخی نمونہ ہے۔

"اے لوگو! مجھے تم پر حکمران بنادیا گیا ہے حالانکہ میں تم سب سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں اچھائی کروں تو میری مدد کرنا، اور اگر میں برا کروں تو مجھے سیدھا کر دینا۔ طاقتور اس وقت تک میرے نزدیک کمزور ہے جب تک کہ میں اس سے حق نہ لے لوں، اور کمزور اس وقت تک میرے نزدیک طاقتور ہے جب تک کہ میں اسے اس کا حق نہ دلا دوں۔"

فتنۂ ارتداد کا خاتمہ: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عرب کے بہت سے قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کچھ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے کمال کی دور اندیشی اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا، میں اس سے جہاد کروں گا۔ آپ نے مضبوط ارادے سے ان فتنوں کا خاتمہ کیا اور اسلامی ریاست کو ٹوٹنے سے بچا لیا۔

جمعِ قرآن: جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظِ قرآن شہید ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کے مشورے پر آپ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو قرآن مجید کو ایک صحائف کی شکل میں جمع کرنے کا حکم دیا تاکہ کلامِ الٰہی محفوظ ہو جائے۔

روم اور فارس کی مہمات: آپ نے اسلامی سلطنت کی حفاظت اور تبلیغ کے لیے شام اور عراق کی طرف کامیاب فوجی مہمات بھیجیں، جس نے بعد میں حضرت عمرؓ کے دور کی عظیم فتوحات کی بنیاد رکھی۔

۴۔وفات

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو سال اور کچھ مہینے خلافت کے فرائض انجام دیے۔آپ کی زندگی آخری دن تک نہایت سادگی اور تقویٰ پر مبنی رہی۔آپ نے وفات سے پہلے مسلمانوں کی مشاورت سے حضرت عمر فاروقؓ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

۱۳ ہجری میں آپ نے وفات پائی اور آپ کو رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں دفن کیا گیا۔آپ کا کردار مسلمانوں کے لیے ایمان کی پختگی، وفاداری اور نظم وضبط کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

✧----✧----✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: الفاروق، عادل حکمران اور خلیفۂ دوم

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اسلام کے دوسرے خلیفۂ راشد ہیں۔ آپ کو "الفاروق" کا لقب حاصل ہے، جس کا مطلب ہے "حق اور باطل میں فرق کرنے والا"۔ آپ کی ذات اسلامی تاریخ میں عدل وانصاف، مضبوط انتظامیہ اور عظیم الشان فتوحات کی علامت ہے۔

ا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے اور بعد

قبولِ اسلام سے پہلے: آپ کا تعلق قریش کے بااثر قبیلے بنو عدی سے تھا۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ اسلام کے شدید مخالف تھے اور مسلمانوں کو سخت ایذائیں پہنچایا کرتے تھے۔ آپ کی بہادری، سخت مزاجی اور بے پناہ قوت کی وجہ سے کفارِ مکہ میں بھی آپ کی دھاک تھی۔

دعائے نبوی اور قبولِ اسلام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ: "اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابو جہل) میں سے کسی ایک کے ذریعے عزت بخش۔"

آپ نے نبوت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ آپ کے اسلام لانے کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے: آپ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلے، لیکن راستے میں معلوم ہوا کہ آپ کی بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعید بن زیدؓ بھی مسلمان ہو چکے ہیں۔ آپ ان کے گھر پہنچے، جہاں وہ سورۃ طٰہٰ کی

تلاوت کر رہے تھے۔ آپ نے غصے میں آکر انہیں مارا پیٹا، لیکن جب آپ نے خود قرآن کی وہ آیات پڑھیں تو آپ کے دل پر ان کا گہرا اثر ہوا اور آپ سیدھے دارِ ارقم گئے اور اسلام قبول کر لیا۔

اسلام کے بعد اثر: آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو زبردست حوصلہ ملا۔ آپ کے اعلانِ اسلام کے بعد مسلمان پہلی بار اعلانِ عام کے ساتھ خانہ کعبہ میں گئے اور نماز ادا کی۔ اسی وجہ سے آپ کو الفاروق کا لقب ملا۔

۲۔ دورِ خلافت (۱۰ سال)

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنی وفات سے پہلے مسلمانوں کے مشورے سے حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین (خلیفہ) مقرر کیا۔ آپ نے 10 سال سے زیادہ عرصے تک خلافت کے فرائض انجام دیے۔ آپ کا دور سادگی، عدل اور انتظامی صلاحیتوں کی مثال ہے۔

عدل و مساوات: حضرت عمر فاروقؓ کا سب سے بڑا وصف ان کا عدل تھا، جس کی وجہ سے دنیا کے بڑے مؤرخین نے آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ آپ راتوں کو مدینہ کی گلیوں میں گشت کرتے تھے تاکہ غریبوں اور ضرورت مندوں کا حال جان سکیں۔ ایک بار آپ نے ایک ایسی خاتون کا واقعہ دیکھا جو چولہے پر پتھر ابال رہی تھی تاکہ اس کے بچے سمجھیں کہ کھانا پک رہا ہے۔ آپ فوراً بیت المال سے خوراک لے کر گئے اور اپنے ہاتھ سے انہیں پکایا اور کھلایا۔ آپ نے ریاست کے تمام لوگوں کو ایک جیسا سمجھا اور حکمرانوں کو بھی سخت احتساب کے تابع کیا۔

سادگی اور زہد: دنیا کی سب سے بڑی طاقت کے حکمران ہونے کے باوجود، آپ کی زندگی انتہائی سادہ تھی۔ آپ کے لباس میں اکثر پیوند لگے ہوتے تھے اور آپ زمین پر سوتے تھے۔ آپ نے بیت المال سے اپنے لیے صرف اتنی تنخواہ مقرر کی جو ایک عام شہری کی اوسط تنخواہ تھی۔

۳۔ عظیم الشان فتوحات اور انتظامی نظام

حضرت عمرؓ کے دور میں اسلامی سلطنت کی حدود میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور یہ اس وقت کی دو بڑی سلطنتوں بازنطینی (رومی) اور ساسانی (فارسی) سلطنتوں کو شکست دے کر مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ تک پھیل گئی۔

بڑی فتوحات: فتحِ شام و یروشلم (بیت المقدس): اسلامی فوجوں نے یرموک کے میدان میں رومیوں کو فیصلہ کن شکست دی اور شام کے بڑے شہر فتح کیے۔ ۱۷ ہجری میں بیت المقدس خود حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا، جہاں آپ نے عیسائیوں کو امان (امن اور حفاظت) کی تاریخی دستاویز عطا فرمائی۔

فتحِ عراق اور ایران: جنگِ قادسیہ میں ایرانی سلطنت کو شکست ہوئی اور پھر نہاوند کی جنگ کے بعد پوری ایرانی سلطنت اسلامی ریاست میں شامل ہو گئی۔

فتحِ مصر: حضرت عمرو بن العاصؓ کی قیادت میں اسلامی فوجوں نے مصر فتح کیا، جس سے دولت اور تہذیب کا ایک بڑا مرکز مسلمانوں کے دائرے میں آ گیا۔

انتظامی اور ریاستی اصلاحات: آپ نے ایک مثالی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔

بیت المال (خزانہ): مرکزی اور صوبائی سطح پر سرکاری خزانے قائم کیے۔

عسکری ادارے: فوج کے لیے دفتر اور چھاؤنیاں قائم کیے، جنہیں امصار کہا جاتا تھا۔

سماجی ادارے: جیلیں قائم کیں، نہریں کھدوائیں، مسافر خانے اور فلاحی ادارے قائم کیے۔

حسابات کا نظام: جائیداد کی پیمائش اور آمدنی کے حسابات کا نظام بنایا۔

ہجری کیلنڈر: اسلامی ریاست کے لیے ہجری سنہ (کیلنڈر) کا آغاز کیا۔

۴۔ شہادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک عظیم سانحہ ہے۔

سازش: ۲۳ ہجری میں، جب آپ مسجدِ نبوی میں نمازِ فجر کی امامت کرا رہے تھے، تو ایک ایرانی مجوسی غلام ابولؤلؤ فیروز نے آپ پر خنجر سے حملہ کر دیا۔ اس نے حملہ ایک بدلہ کے جذبے سے کیا کیونکہ آپ نے اس کے مالک کا لگایا ہوا زیادہ ٹیکس کم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

وفات:

آپ تین دن تک زخمی رہے اور آخر کار شہید ہو گئے۔ آپ نے شہادت سے پہلے چھ بڑے صحابہ کی ایک کمیٹی بنائی اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے میں سے مسلمانوں کی مشاورت سے نیا خلیفہ منتخب کریں۔

آپ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پہلو میں رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر میں دفن کیا گیا۔ آپ کا دس سالہ دورِ خلافت اسلامی فلاحی ریاست کا ایک زندہ جاوید نمونہ ہے۔

✧----✧----✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: ذوالنورین، حیااور جامعُ القرآن

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ اسلام کے تیسرے خلیفہ راشد ہیں۔آپ کو آپ کے بے مثال سخاوت، حیا، اور دین کی خدمت کی وجہ سے اسلامی تاریخ میں خاص مقام حاصل ہے۔آپ کو "ذوالنورین" (دونوروں والا) کے لقب سے پکارا جاتا ہے، کیونکہ آپ کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں آئیں۔

ا۔ابتدائی زندگی اور اسلام قبول کرنا

خاندانی پس منظر: آپ کا تعلق قریش کے بااثر قبیلے بنو امیہ سے تھا۔آپ مکہ کے دولت مند اور معزز تاجر تھے۔آپ انتہائی نرم مزاج، خوش اخلاق اور شرم وحیا والے شخص تھے۔زمانہ جاہلیت میں بھی آپ شراب اور بت پرستی سے پرہیز کرتے تھے۔

قبولِ اسلام: آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دعوت پر اسلام لائے اور حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثہؓ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے صحابہ میں شامل ہوئے۔چونکہ آپ کا تعلق بنو امیہ کے بااثر خاندان سے تھا، اس لیے اسلام قبول کرنے پر آپ کے چچا اور دیگر قریبی رشتہ داروں نے آپ کو ایذائیں بھی دیں۔

ذوالنورین کا لقب: رسول اللہ ﷺ کی پہلی بیٹی حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح بھی آپ سے کر دیا۔اس طرح رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سے شادی کی نسبت سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

۲۔اسلام کے لیے قربانیاں اور سخاوت

حضرت عثمانؓ کو ان کی بے مثال سخاوت اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کے لیے جانا جاتا ہے۔

ہجرتیں: ظلم و ستم کی وجہ سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اپنی اہلیہ حضرت رقیہؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کی۔آپ ہجرت کرنے والے پہلے اسلامی گھرانوں میں سے ہیں۔بعد میں آپ مدینہ کی طرف بھی ہجرت کر کے آئے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

مدینہ میں اہم خدمات:

بئرِ رومہ: مدینہ میں پانی کی شدید قلت تھی اور ایک رومہ نامی میٹھے پانی کا کنواں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا جو مہنگے داموں پانی فروخت کرتا تھا۔حضرت عثمانؓ نے یہ کنواں بڑی قیمت پر خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی۔

غزوہ تبوک کا ساز و سامان: غزوہ تبوک کے موقع پر جب مسلمانوں کو سخت مالی مشکلات کا سامنا تھا، تو حضرت عثمانؓ نے مال و دولت کا ایک بڑا حصہ (سواریوں، اونٹوں اور نقدی سمیت) اللہ کی راہ میں پیش کر دیا، جو کہ کسی بھی صحابی کی سب سے بڑی انفرادی پیشکش تھی۔

مسجد نبوی کی توسیع: آپ نے اپنی خلافت سے پہلے اور بعد میں بھی مسجد نبوی کی توسیع پر بھرپور خرچ کیا تاکہ بڑھتی ہوئی مسلم آبادی کے لیے جگہ بن سکے۔

۳۔ خلافت اور کارنامۂ جامعُ القرآن

حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد، ان کی مقرر کردہ چھ رکنی کمیٹی کے فیصلے اور مسلمانوں کی عمومی رائے سے، حضرت عثمان غنیؓ کو مسلمانوں کا تیسرا خلیفۂ راشد منتخب کیا گیا۔ آپ نے تقریباً بارہ سال تک خلافت کے فرائض انجام دیے۔

سب سے بڑا کارنامہ: جامعُ القرآن: آپ کے دور میں اسلامی سلطنت بہت پھیل چکی تھی اور دور دراز علاقوں کے لوگ اسلام قبول کر رہے تھے۔ ہر علاقے کے لوگ قرآن کو اپنے لہجے اور مختلف قراءتوں کے مطابق پڑھتے تھے، جس سے اختلافات پیدا ہونے کا خدشہ تھا۔

اس خطرے کو دیکھتے ہوئے، حضرت عثمانؓ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کے مشورے پر یہ عظیم کام کیا۔

انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کے دور میں جمع کیے گئے اصلی صحیفوں کو حضرت حفصہؓ (رسول اللہ ﷺ کی زوجہ) سے منگوایا۔

حضرت زید بن ثابتؓ کی نگرانی میں ایک کمیٹی نے ان صحیفوں سے قریشی لغت (لہجے) کے مطابق کئی مصحف (قرآن کے نسخے) تیار کیے۔

ان نسخوں کو اسلامی ریاست کے اہم مراکز (مکہ، کوفہ، بصرہ، شام اور مدینہ) میں بھیجا گیا اور باقی تمام متفرق نسخوں کو جلادیا گیا تاکہ اختلاف کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے۔

اسی کارنامے کی وجہ سے آپ کو جامعُ القرآن (قرآن جمع کرنے والا) کہا جاتا ہے۔

فتوحات اور استحکام: آپ کے دور میں اسلامی سلطنت مزید مستحکم ہوئی اور بحرِ روم کے کئی علاقے (جیسے قبرص) فتح ہوئے۔ آپ نے مسلمانوں کے لیے بحری بیڑا تیار کرایا اور عسکری طاقت میں اضافہ کیا۔

۴۔ فتنہ اور شہادت

فتنہ پروری کا آغاز: آپ کے دورِ خلافت کے آخری حصے میں، عبداللہ بن سبا نامی ایک یہودی منافق نے فتنہ پروری شروع کی، جس کا مقصد مسلمانوں میں نفاق اور بغاوت پھیلانا تھا۔ اس نے مختلف شکایات اور افواہیں پھیلا کر مصر اور عراق کے بعض سادہ لوح لوگوں کو خلیفہ کے خلاف بھڑکایا۔

سازش اور محاصرہ: ۳۵ ہجری میں ان بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کو مدینہ میں محاصرے میں لے لیا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے دفاع کے لیے مسلمانوں کو لڑنے سے منع کر دیا، تاکہ خونریزی نہ ہو اور مدینہ کی حرمت باقی رہے۔

شہادت:

بلوائیوں نے آپ کے گھر میں گھس کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کے وقت آپ کے ہاتھ میں قرآن مجید کا نسخہ تھا اور آپ کا خون آیات پر گرا۔ یہ واقعہ اسلامی تاریخ کا ایک دردناک باب ہے، جس نے مسلمانوں کی وحدت کو شدید نقصان پہنچایا۔

حضرت عثمان غنیؓ کی زندگی سخاوت، حیا، اور دین کی حفاظت کے لیے قربانی کا ایک روشن مینار ہے۔

✧----✧----✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ: شیرِ خدا، بابُ العلم اور خلیفہ ٔ راشد

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ (اللہ ان کے چہرے کو شرف بخشے) اسلامی تاریخ کی سب سے اہم اور باا‌ثر شخصیات میں سے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی، داماد، پہلے بچے اور چوتھے خلیفہ ٔ راشد ہیں۔ آپ کو "اسد اللہ" (اللہ کا شیر) اور "بابُ العلم" (علم کا دروازہ) کہا جاتا ہے۔

ا۔ابتدائی زندگی اور اسلام قبول کرنا

خاندانی تعلق: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب کے بیٹے تھے۔ آپ کا بچپن رسول اللہ ﷺ کے زیرِ سایہ گزرا کیونکہ غربت کی وجہ سے آپ کے والد نے آپ کی کفالت رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دی تھی۔

سب سے پہلے اسلام: حضرت علیؓ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب آپ کی عمر صرف ۸ سے ۱۰ سال تھی۔ آپ بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے۔ چونکہ آپ ﷺ کے گھر میں ہی رہتے تھے، اس لیے آپ نے اسلام کو اوّل روز سے دیکھا اور اپنایا۔

واقعہ "یومُ الدار": جب رسول اللہ ﷺ کو قریبی رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دینے کا حکم ہوا تو ایک موقع پر حضرت علیؓ نے کم عمری کے باوجود اعلان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وزیر اور مددگار بنیں گے۔

۲۔ مکی دور کے اہم واقعات

ہجرت کی رات (بستر پر سونا): جب کفارِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو ہجرت کی رات آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا دیا تاکہ کفار کو یہ تاثر رہے کہ آپ ﷺ اندر موجود ہیں۔ حضرت علیؓ نے کمال کی جرات کا مظاہرہ کیا، اپنی جان خطرے میں ڈالی، اور صبح ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی امانتیں لوگوں تک پہنچا کر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

مدینہ میں مواخات: مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا دینی بھائی قرار دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی دامادی: ۲ ہجری میں آپ کا نکاح رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی اور پیاری بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوا، جن سے آپ کے صاحبزادے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پیدا ہوئے (جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں)۔

۳۔ غزوات اور میدانِ جنگ میں شجاعت

حضرت علیؓ کی زندگی کا ایک نمایاں پہلو ان کی غیر معمولی شجاعت اور بہادری ہے۔انہیں بڑے بڑے غزوات میں علم (جھنڈا) عطا کیا گیا اور انہوں نے ہمیشہ جنگ کا پانسہ پلٹنے والے کردار ادا کیے۔

غزوہ بدر: آپ نے سب سے پہلے میدان میں نکل کر اپنے مخالف کو قتل کیا اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔

غزوہ احد: جب مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تو آپ رسول اللہ ﷺ کے گرد ڈھال بن کر کھڑے رہے اور کفار کے حملے روکے۔

غزوہ خندق (احزاب): یہود کے سرکردہ پہلوان عمرو بن عبدود نے جب خندق کو عبور کر کے مسلمانوں کو مقابلے کے لیے للکارا تو حضرت علیؓ نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔آپ کی اس فتح نے پورے لشکرِ کفار کو حوصلہ شکن کر دیا۔

غزوہ خیبر (۷ھ): یہود کا قلعہ خیبر مسلمانوں سے فتح نہیں ہو رہا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اسے محبوب رکھتے ہیں، اور وہ بھاگنے والا نہیں، اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا کرے گا۔" اگلے دن آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو علم دیا اور آپ نے قلعے کا دروازہ اکھاڑ کر فتح حاصل کی۔اسی موقع پر آپ کو شیرِ خدا کا لقب ملا۔

۴۔علم و فضل میں مقام

حضرت علیؓ کا ایک اور بڑا مقام ان کا علم اور فہم ہے۔ آپ کو فقہ، قضا (فیصلہ کرنا) اور لسانیات میں کمال حاصل تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا: "أنا مدينة العلم وعلي بابها" (میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔)

حضرت عمر فاروقؓ سمیت تمام صحابہؓ مشکل اور پیچیدہ مسائل میں اکثر آپ سے مشاورت لیتے تھے، اور حضرت عمرؓ نے کئی مرتبہ کہا: "اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔"

آپ نے عربی صرف و نحو کے قوانین وضع کرنے میں بھی بنیادی کردار ادا کیا۔

۵۔ خلافت اور شہادت

چوتھے خلیفۂ راشد: حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد، مسلمانوں نے حضرت علیؓ سے خلافت قبول کرنے کی درخواست کی، اور آپ ۳۵ ہجری میں مسلمانوں کے چوتھے خلیفۂ راشد منتخب ہوئے۔

مشکلاتِ خلافت:

آپ کا دورِ خلافت اندرونی فتنوں اور خانہ جنگیوں کی نذر ہو گیا۔ آپ کو دو بڑی جنگوں کا سامنا کرنا پڑا:

جنگِ جمل (بصرہ): جو حضرت عائشہؓ اور ان کے حامیوں کے ساتھ ہوئی۔

جنگِ صفین (شام): جو حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ ہوئی۔

حضرت علیؓ نے یہ جنگیں مسلمانوں کے اتحاد اور شریعت کی بالادستی کو قائم رکھنے کے لیے لڑیں، لیکن اس انتشار نے اسلامی ریاست کو تقسیم کر دیا۔

شہادت:

حضرت علیؓ نے اپنے دارالخلافہ کو کوفہ (عراق) میں منتقل کر لیا تھا۔ ۴۰ ہجری میں، آپ کو کوفہ کی مسجد میں نمازِ فجر کے لیے جاتے ہوئے ایک خارجی (عبدالرحمن بن ملجم) نے زہر آلود تلوار سے حملہ کر کے زخمی کر دیا۔ دو دن بعد، آپ اسی زخم کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔

آپ کی شہادت سے خلافتِ راشدہ کا باب ختم ہو گیا اور اسلامی تاریخ ایک نئے دور میں داخل ہو گئی۔

سیرت کا خلاصہ: حضرت علیؓ کی پوری زندگی سادگی، تقویٰ، عدل، علم دوستی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں گزری۔ آپ کی تلوار کا استعمال ہمیشہ حق کی حمایت اور مظلوم کی مدد کے لیے ہوا۔

✧ ✧ ✧ ✧

معرکہِ کربلا: بقائے دین کی عظیم داستان

۱. یزید کی بیعت سے انکار

سن ۶۰ ہجری میں جب اقتدار کی باگ ڈور یزید کے ہاتھ میں آئی، تو اس نے مطالبہ کیا کہ نواسہِ رسول ﷺ حضرت امام حسین علیہ السلام اس کی بیعت کریں۔ امام حسینؑ، جو حق اور صداقت کے وارث تھے، انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ: "مجھ جیسا یزید جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔" آپؑ کا مقصد اقتدار نہیں، بلکہ نانا ﷺ کے دین کی روح کو بچانا تھا۔

۲. مدینہ سے کربلا کا سفر

آپؑ مدینہ سے مکہ اور پھر کوفہ کے ارادے سے نکلے، لیکن کوفیوں کی بے وفائی اور یزیدی لشکر کی رکاوٹوں کے سبب آپؑ کا قافلہ ۲ محرم ۶۱ ہجری کو کربلا کی تپتی ہوئی زمین پر پڑاؤ ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔ ابنِ زیاد کے حکم پر ۷ محرم سے امام حسینؑ اور ان کے جانثاروں پر پانی بند کر دیا گیا۔

۳. شبِ عاشور اور امتحانِ عشق

۹ محرم کی رات، جسے شبِ عاشور کہا جاتا ہے، امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں کو چراغ گل کر کے اجازت دی کہ جو جانا چاہے چلا جائے، کیونکہ دشمن کو صرف میری جان چاہیے۔ مگر تاریخ گواہ ہے کہ کسی ایک جانثار نے بھی ساتھ نہ چھوڑا، بلکہ سب نے راہِ خدا میں کٹنے کو زندگی پر ترجیح دی۔

۴. یومِ عاشور: قربانیوں کا سیلاب

۱۰ محرم کی صبح حق و باطل کا وہ معرکہ شروع ہوا جس کی مثال کائنات میں نہیں ملتی۔ ایک طرف ہزاروں کا مسلح لشکر تھا اور دوسری طرف صرف ۷۲ نفوس، جن میں شیر خوار بچے، بوڑھے اور جوان شامل تھے۔

حضرت علی اکبرؑ کی جوانی قربان ہوئی۔

حضرت عباسؑ کے شانے کٹ گئے مگر مشکیزے کی لاج رکھی۔

حضرت علی اصغرؑ کے ننھے سے گلے پر تیر لگا، مگر امامؑ کی جبیں پر شکوہ نہ آیا۔

۵. شہادتِ امامِ عالی مقامؑ

جب تمام ساتھی شہید ہو چکے، تو امام حسینؑ تنِ تنہا میدان میں آئے۔ آپؑ کے پورے جسم پر زخموں کے نشان تھے، مگر لبوں پر ذکرِ الٰہی تھا۔ عصر کے وقت، جب آپؑ سجدے کی حالت میں تھے، شمرِ

ملعون نے آپؑ کا سرِ مبارک تن سے جدا کر دیا۔ امامؑ نے سجدے میں سر دے کر ثابت کر دیا کہ سر کٹ تو سکتا ہے، مگر غیر اللہ کے سامنے جھک نہیں سکتا۔

٦. اسیرانِ کربلا اور پیغامِ حق

کربلا کا قصہ شہادتِ حسینؑ پر ختم نہیں ہوتا، بلکہ اس کی تکمیل سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے خطبوں سے ہوتی ہے۔ یزید کے دربار میں جب بی بی زینبؑ نے تقریر کی، تو در و دیوار لرز اٹھے۔ آپؑ نے ثابت کر دیا کہ تلوار جیت کر بھی ہار گئی اور حسینؑ کا خون ہار کر بھی ہمیشہ کے لیے جیت گیا۔

حاصلِ کلام

کربلا ہمیں سکھاتی ہے کہ جب حق کی بات آئے تو تعداد نہیں دیکھی جاتی بلکہ ایمان دیکھا جاتا ہے۔ یہ داستان ہمیں ہر دور کے یزید کے خلاف ڈٹ جانے اور اللہ کی رضا پر "الحمدللہ" کہنے کا سبق دیتی ہے۔

✧ ✧ ✧ ✧

ناولز کلب
Clubs of Quality Content

حضرت آسیہؑ: کفر کے گھر میں ایمان کی شمع

حضرت آسیہؑ، مصر کے ظالم اور جابر بادشاہ فرعون کی شریکِ حیات تھیں۔ فرعون وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور لوگوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے۔ مگر اللہ کی قدرت دیکھیے کہ اس نے کفر کے سب سے بڑے مرکز یعنی فرعون کے محل ہی میں اپنی ایک برگزیدہ بندی کو چن لیا۔

۱. حضرت موسیٰؑ کی پرورش

جب اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰؑ کی والدہ نے انہیں صندوق میں ڈال کر دریا کی موجوں کے حوالے کر دیا، تو وہ صندوق فرعون کے محل کے کنارے آ لگا۔ فرعون اسے ختم کرنا چاہتا تھا، مگر حضرت آسیہؑ نے اسے دیکھا تو دل میں ممتا تڑپ اٹھی۔ انہوں نے فرعون سے کہا:

"یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو، کیا عجب کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں۔" (سورہ القصص)

یوں حضرت آسیہؑ ہی وہ ہستی تھیں جن کے ذریعے اللہ نے فرعون کے محل میں اس کے زوال کا انتظام فرمایا۔

۲. ایمان کا اظہار اور فرعون کا ظلم

جب حضرت موسیٰؑ نے نبوت کا اعلان کیا اور معجزات دکھائے، تو حضرت آسیہؑ ان پر ایمان لے آئیں۔ جب فرعون کو اپنی ہی ملکہ کے ایمان کا پتہ چلا، تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ اس نے پہلے انہیں دنیاوی جاہ و حشم کا لالچ دیا، پھر ڈرایا، مگر جب دیکھا کہ آسیہؑ کے دل میں ایمان کی جڑیں بہت گہری ہو چکی ہیں، تو اس نے ظلم کا راستہ اختیار کیا۔

روایات میں آتا ہے کہ فرعون نے انہیں تپتی ہوئی دھوپ میں لوہے کی میخوں سے زمین پر جڑوا دیا اور سینے پر بھاری پتھر رکھوا دیا تا کہ وہ اپنے ایمان سے پھر جائیں۔ مگر ان کے لبوں پر شکوہ نہیں، بلکہ اپنے رب سے ایک انوکھی التجا تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

۳. وہ دعا جو قرآن کا حصہ بنی

ایسی شدید اذیت کے عالم میں بھی حضرت آسیہؑ کی نظریں آسمان کی طرف تھیں اور انہوں نے وہ دعا مانگی جو اللہ کو اتنی پسند آئی کہ اسے قیامت تک کے لیے قرآن میں محفوظ کر دیا:

"رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ..."

"اے میرے رب! میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات عطا فرما۔" (سورہ التحریم)

۴. شہادت اور انجام

کہا جاتا ہے کہ جب انہوں نے یہ دعا مانگی، تو اللہ نے ان کی آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹا دیے اور انہیں جنت میں ان کا مقام دکھا دیا۔ اس منظر کو دیکھ کر وہ مسکرانے لگیں، اور اسی حال میں ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ فرعون دیکھتا رہ گیا کہ وہ جسم کو تو اذیت دے سکا، مگر روح کو مغلوب نہ کر سکا۔

سبق:

حضرت آسیہؑ کا قصہ ہمیں سکھاتا ہے کہ:

ایمان کسی ماحول کا محتاج نہیں؛ اگر ارادہ سچا ہو تو کفر کے گڑھ میں بھی اللہ مل جاتا ہے۔

عورت کی استقامت مردوں کے لیے بھی مثال بن سکتی ہے۔

دنیا کا بڑا سے بڑا محل بھی اللہ کے پاس جنت کے ایک چھوٹے سے گھر کے سامنے ہیچ ہے۔

✧ ✧ ✧ ✧

فتنہِ یاجوج ماجوج

قصہ شروع ہوتا ہے ایک عظیم فاتح اور عادل حکمران حضرت ذوالقرنین کے سفر سے، جنہیں اللہ نے زمین کی طنابیں تھمادیں اور مشرق و مغرب کی وسعتیں ان کے قدموں میں ڈال دیں۔ جب وہ اپنے سفر کے دوران دو پہاڑوں کے درمیانی درّے پر پہنچے، تو وہاں انہیں ایک ایسی قوم ملی جن کی زبان سمجھنا دشوار تھا۔

اس مظلوم قوم نے ذوالقرنین سے فریاد کی،

"اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج اس زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ کیا ہم آپ کو کچھ مال فراہم کر دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط دیوار تعمیر کر دیں؟"

یاجوج ماجوج دراصل انسانی نسل ہی سے دو وحشی اور فتنہ گر قبیلے تھے، جن کی کثرت اور خونخواری سے لوگ پناہ مانگتے تھے۔ ذوالقرنین نے اللہ کی عطا کردہ طاقت پر بھروسہ کرتے ہوئے مال لینے سے انکار کیا اور فرمایا: "جو قوت میرے رب نے مجھے دی ہے وہی بہتر ہے، بس تم محنت سے میرا ساتھ دو۔"

پھر تاریخ نے وہ عظیم منظر دیکھا جب لوہے کے بڑے بڑے تختوں سے پہاڑوں کے درمیان کی خلیج کو بھر دیا گیا۔ ذوالقرنین نے آگ دہکانے کا حکم دیا اور جب وہ لوہا آگ کے انگارے کی طرح سرخ ہو

گیا، تو اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دیا گیا۔ یوں ایک ایسی فلک بوس اور چکنی دیوار تیار ہوئی جس پر نہ تو وہ وحشی قبیلے چڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اس میں نقب لگا سکتے تھے۔

دیوار کی تکمیل پر ذوالقرنین نے عاجزی سے کہا۔

"یہ میرے رب کی رحمت ہے، مگر جب میرے رب کے وعدے کا وقت آئے گا (قیامت کے قریب)، تو وہ اسے پیوندِ خاک کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے۔"

قرآنِ پاک کی سورہ الانبیاء میں اللہ تعالیٰ اس وقت کا نقشہ کھینچتا ہے جب قیامت کی دستک سنائی دے گی اور یہ دیوار ریزہ ریزہ ہو جائے گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے (سیلاب کی طرح ڈھلکتے ہوئے نظر آئیں گے۔"

ادبی لحاظ سے یہ منظر نگاری انسانی اعصاب کو لرزا دینے والی ہے۔ یہ اس کثرت سے نکلیں گے کہ زمین ان کے قدموں تلے سمٹ جائے گی۔ احادیث کی روشنی میں، وہ اس قدر پیاسے ہوں گے کہ بحیرہ طبریہ کا سارا پانی پی جائیں گے اور آخری گروہ جب وہاں سے گزرے گا تو کہے گا۔ "کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا"۔

ان کا فتنہ اتنا شدید ہو گا کہ زمین پر کوئی ان کا مقابلہ نہ کر سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوہِ طور پر پناہ گزین ہوں گے۔ پھر اللہ کی غیبی نصرت آئے گی اور

ان کی گردنوں میں ایک وبائی کیڑا (نغف) پیدا کر دیا جائے گا، جس سے یہ پوری وحشی جمعیت ایک ساتھ ڈھیر ہو جائے گی۔

حضور اکرم ﷺ ہر نماز کے آخر میں (تشہد کے بعد) ان چار فتنوں سے پناہ مانگا کرتے تھے، جن میں سے ایک مسیح دجال کا فتنہ ہے (جو یاجوج ماجوج سے پہلے آئے گا)

اللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے، اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے۔)

روایات میں آتا ہے کہ جب یاجوج ماجوج کا فتنہ عروج پر ہو گا، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ کے حضور دعا اور گریہ وزاری کریں گے۔ ان کی اسی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان وحشیوں کو ہلاک کرے گا۔

آج کے دور میں ہم یہ دعا مانگ سکتے ہیں۔

یاحیُّ یاقیوم ! برحمتک استغیث

(اے زندہ اور جاوید ہستی ! میں تیری رحمت کے ذریعے تجھ سے فریاد کرتی ہوں۔)

✧ ✧ ✧ ✧

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

بہترین کوالٹی کی کتب شائع کروانے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842